ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جرمنی

فروری 2025ء جلد نمبر 26 شمارہ نمبر 02

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

رمضان مبارک

Ramadan Mubarak 2025

(1446 ہجری)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ
(2:184)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) سے فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

O die ihr glaubt! Fasten ist euch vorgeschrieben, wie es denen vor euch vorgeschrieben war, auf dass ihr euch schützet.

Frankfurt

Nr. نمبر	Datum تاریخ	Tag دن	Sahar انتہائے سحر	Iftar وقت افطار
عشرہ رحمت – Die zehn Tage der Gnade				
1	02.03.2025	SO	05:34	18:13
2	03.03.2025	MO	05:32	18:15
3	04.03.2025	DI	05:30	18:16
4	05.03.2025	MI	05:27	18:18
5	06.03.2025	DO	05:25	18:20
6	07.03.2025	FR	05:23	18:21
7	08.03.2025	SA	05:21	18:23
8	09.03.2025	SO	05:19	18:25
9	10.03.2025	MO	05:17	18:26
10	11.03.2025	DI	05:15	18:28
عشرہ مغفرت – Die zehn Tage der Vergebung				
11	12.03.2025	MI	05:12	18:29
12	13.03.2025	DO	05:10	18:31
13	14.03.2025	FR	05:08	18:33
14	15.04.2025	SA	05:06	18:34
15	16.03.2025	SO	05:04	18:36
16	17.03.2025	MO	05:02	18:37
17	18.03.2025	DI	04:59	18:39
18	19.03.2025	MI	04:57	18:41
19	20.03.2025	DO	04:55	18:42
20	21.03.2025	FR	04:53	18:44
عشرہ جہنم کی آگ سے نجات – Die zehn Tage der Erlösung von der Hölle				
21	22.03.2025	SA	04:51	18:45
22	23.03.2025	SO	04:49	18:47
23	24.03.2025	MO	04:46	18:49
24	25.03.2025	DI	04:44	18:50
25	26.03.2025	MI	04:42	18:52
26	27.03.2025	DO	04:40	18:53
27	28.03.2025	FR	04:38	18:55
28	29.03.2025	SA	04:35	18:57
29	30.03.2025	SO	05:33	19:58

31.03.2025 Id-ul-Fitr

Gebet beim Fastenbrechen: روزہ کھولنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

اے اللہ میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کرتا ہوں۔

O Allah! Für Dich alleine habe ich gefastet und mit Deiner Gabe breche ich mein Fasten.

زیادہ رقبے پر پھیلی ہوئی جماعتوں میں رہنے والے احباب اپنے (مقامی) غروب آفتاب کے پانچ منٹ بعد روزہ افطار کر لیں۔

Personen die in größeren Gemeinden (Jamaat) in größerer Entfernung voneinander leben, sollen entsprechend ihrer Ortschaften, fünf Minuten nach Sonnenuntergang ihr Fasten brechen.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزہ کے۔ کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ ہوتا ہوں۔

(صحیح البخاری، کِتَاب الصَّوْمِ، باب هَلْ يَقُولُ إِنِّي صَائِمٌ إِذَا شُتِمَ)

Der Heilige Prophet[SAW] sagte: Allah der Allmächtige und Majestätische sagt: Alle Taten des Menschen sind für sich selbst, aber das Fasten ist für Mich und Ich selbst werde es belohnen. *(Ṣaḥīḥu l-Buḫārī); Garten der Rechtschaffenen, S.296*

مسائلِ رمضان

مطالعہ کے لیے اس کوڈ کو سکین کریں

FAQ Ramadan

Zum lesen, scannen Sie bitte diesen QR Code

ماہ شوال کے نفلی روزے

Freiwilliges Fasten im Monat Schawwāl

Datum تاریخ	Tag دن	Fastenbeg. انتہائے سحر	Fastenbrechen وقت افطار
01.04.2025	DI	05:29	20:01
02.04.2025	MI	05:27	20:03
03.04.2025	DO	05:25	20:04
04.04.2025	FR	05:22	20:06
05.04.2025	SA	05:20	20:08
06.04.2025	SO	05:18	20:09

Abteilung Tarbiyyat
AMJ Deutschland

فدیہ کم از کم 100 یورو
Fidya mind. 100,-€

عید فنڈ حسب استطاعت
Eid Fund: Nach eigenem Ermessen

صدقۃ الفطر 5 یورو فی کس
Sadqatul Fitr 5,-€ p.P.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

فتح و ظفر کی کلید

اخبارِ احمدیہ کے اس شمارے میں دو بہت بڑے موضوعات کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ رمضان المبارک، جس کا آغاز ماہ فروری کی آخری شب سے ہو جائے گا اور پیش گوئی مصلح موعودؓ۔

پیش گوئی مصلح موعود کا پس منظر جاننا، اس کی اہمیت اور کیفیت کو سمجھنے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے کسی ذاتی غرض سے، نہ ہی اپنی کسی بڑائی کے لیے، اور نہ اولاد کی طلب کے لیے ہوشیار پور میں چلہ کشی کی۔ یہ چلہ آپؑ نے محض اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور اعلائے کلمۂ حق کے لیے کاٹا، اور دنیا سے انقطاع کرتے ہوئے خدا تعالیٰ سے دینِ اسلام کے لیے ایک زندہ اور عظیم الشان نشان مانگا۔ یہ وہ دور تھا کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کو بیعت لینے کا بھی حکم نہیں ملا تھا، یعنی ابھی آپؑ کے گرد کسی جماعت کا وجود بھی نہیں تھا۔ ہاں، آپ صاحبِ الہام ہونے کا دعویٰ فرما چکے تھے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی غایت درجہ اخلاص کے ساتھ کی ہوئی دعاؤں کو قبول فرمایا اور ایک عظیم الشان لڑکا عطا کرنے کا وعدہ دیا۔

لہٰذا اس لڑکے کو ہی وہ عظیم الشان نشان ہونا تھا، جس کا وجود اعلائے کلمۂ حق، اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا باعث اور زندہ خدا کا ثبوت ہونا تھا۔ ایک ایسا جیتا جاگتا نشان، جسے قومیں اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں گی۔ جس کے کارہائے نمایاں رہتی دنیا تک محفوظ رہیں گے۔ آپ علیہ السلام نے خود ایک جگہ اس پیش گوئی کی غرض و غایت سے متعلق تحریر فرمایا:

”اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے۔........ اس جگہ بفضلہ تعالیٰ واحسانہ و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دعا کو قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی ...“ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 115-114)

اسی پیش گوئی میں آنے والے مصلح کے لیے یہ فقرہ بھی الہام ہوا کہ ”فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے“۔ یہ ایک لطیف پہلو ہے کہ رمضان المبارک بھی مومنین کے لیے، اگر خدا کا فضل شاملِ حال ہو، تو ذاتی فتح و ظفر کا باعث بن جاتا ہے۔ وہ مقابلہ اور وہ جنگ جو انسان کے اندر جاری ہے، اس میں رمضان کا مہینہ ایسا ہے کہ دشمن (یعنی انسانی نفس) بے دست و پا کر دیا جائے اور اس کو زیر کرنا بہت آسان ہو جائے۔ کیونکہ حدیث شریف بھی ہمیں یہی بتاتی ہے کہ اس ماہ میں شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس ماہ کو ہم سب کے لیے ذاتی فتح و ظفر کا باعث بنائے اور دنیا میں اسلام کی فتح و ظفر کا نظارہ بھی ہم جلد دیکھیں، آمین۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

شعبان 1446 ہجری قمری | فروری 2025ء | جلد نمبر 26 | شمارہ نمبر 02 | صلح 1404 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: فتح وظفر کے نظّارے
06	منظوم کلام: کون دَر پردہ مجھے دیتا ہے ہر میداں میں فتح
07	حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک اولوالعزم راہنما
13	اے فضلِ عمر! تیرے اوصافِ کریمانہ
16	منظوم کلام: وہ ایسا گُل تھا کہ ہر گُل کی نکہت اس کو حاصل تھی
17	جادو کی چھڑی
21	حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدبّرانہ صلاحیتیں
25	منظوم کلام: حق نے باندھا ہے ترے سر سہرۂ فتح و ظفر
26	آپ بیتی انگلستان
27	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا
30	رمضان المبارک میں نفلی عبادات
33	منظوم کلام: اللہ سے بندے کو ملا دیتے ہیں روزے
34	تنظیمی سرگرمیاں: ہم احمدی انصار ہیں
36	مسجد بیت الحمد وِٹلش کی سلور جوبلی
37	جماعت احمدیہ ہائیڈل برگ کے پچاس سال
38	جماعتی انتخابات میں ووٹ کس کو دیا جائے؟
42	واقفات و واقفین نَو کا پانچواں سالانہ اجتماع جرمنی
44	عائشہ اکیڈمی جرمنی کی پہلی تقریب تقسیم اسناد
48	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

مجلس ادارت

سرپرست
محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ
محمد الیاس منیر

مدیران
اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین
سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ
عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ
آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق
احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی
سعید اللہ خان

مینیجر
سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین
محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

04

30

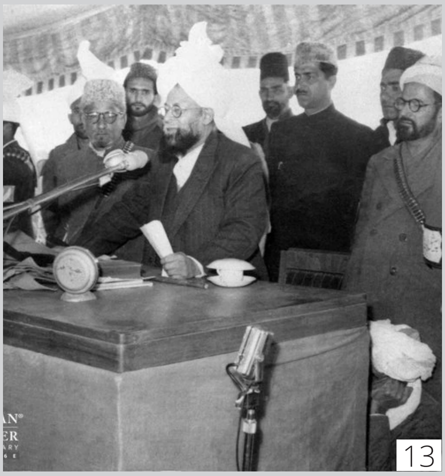

13

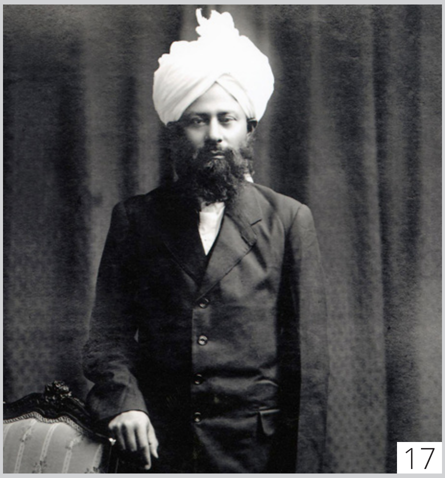

17

07

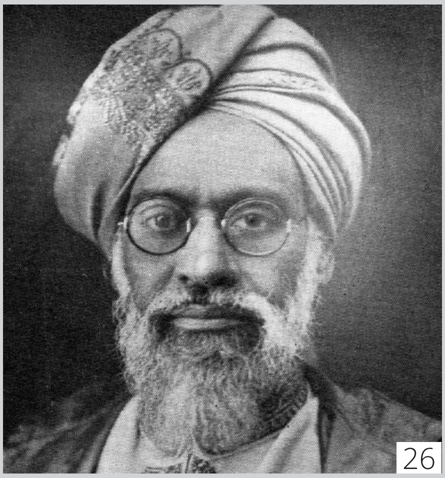

26

21

36

42

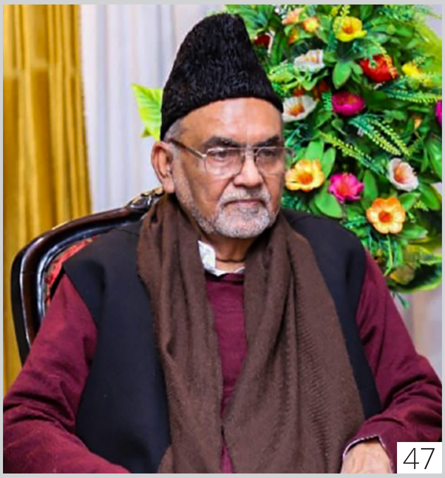

47

46

رب زدني علما

O MEIN HERR, MEHRE MICH AN WISSEN.

AISCHA AKADEMIE
DEUTSCHLAND

44

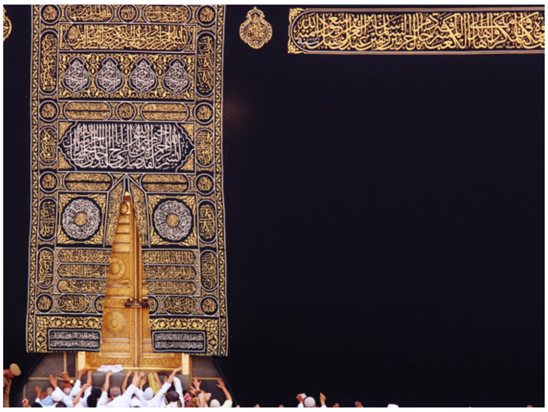

قال اللہ جل جلالہ

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا

(مریم:20)

اس نے کہا مَیں تو تیرے ربّ کا محض ایک ایلچی ہوں تا کہ تجھے ایک پاک لڑکا عطا کروں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنَ جَزْءٍ الزَّبِيدِيِّ قَالَ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُوْنَ لِلْمَهْدِيِّ يَعْنِي سُلْطَانَهُ

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب خروج المہدی 4088)

عبداللہ بن حارث بن الزبیدی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کچھ لوگ مشرق کی طرف سے نکلیں گے جو مہدی کے لیے تیاری کریں گے یعنی اس کے غلبہ کے لیے۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مَیں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے سو اُن دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے‘‘۔

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306 حاشیہ)

فتح و ظفر کے نظّارے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جلّ شانہٗ نے ہمارے نبی کریم رؤوف و رحیم محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اَولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے کیونکہ مُردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کر کے ایک روح واپس منگوایا جاوے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 115-114۔ اشتہار 22 مارچ 1886ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’ہماری خوش قسمتی ہے کہ خداتعالیٰ نے ہمارے امام کو آدم کہا ہے اور بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا کی آیت ظاہر کرتی ہے کہ اس آدم کی اولاد بھی دنیا میں اسی طرح پھیلنے والی ہے۔ میرا ایمان ہے کہ بڑے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جن کے تعلقات اس آدم کے ساتھ پیدا ہوں۔ کیونکہ اس کی اولاد میں اس قسم کے رجال اور نساء پیدا ہونے والے ہیں جو خداتعالیٰ کے حضور میں خاص طور پر منتخب ہو کر اس سے مکالمات سے مشرف ہوں گے‘‘۔

(خطبات نور صفحہ 240)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’خدا نے مجھے اس غرض کے لیے کھڑا کیا ہے کہ مَیں محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآنِ کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل اَدیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگا لے، وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کر لے، عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں، یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لیے متحد ہو جائیں پھر بھی مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی‘‘۔

(الموعود، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 614)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ بڑا لمبا تھا۔ بیرونی فتنے تو تھے ہی وقفہ وقفہ کے بعد اندرونی فتنے بھی سر اُٹھاتے رہے لیکن وہ فتنہ پرداز کہاں ہیں؟ اور جماعت کا قدم کہاں تک جا پہنچا ہے کبھی دیکھا تو کرو!!! وہ ناکامی نامرادی کے اندھیروں میں گم ہو گئے اور جماعت کے قدم آسمان فتح و نصرت کے ستاروں پر پڑنے لگ گئے‘‘۔

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 502، خطبہ جمعہ فرمودہ 18/نومبر 1966ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ اور انصاراللہ ناصرات اور پھر انجمنیں تحریک جدید، وقفِ جدید۔ سب چیزوں میں یوں باندھ دیا جماعت کو کہ بھاگ کے کوئی جا نہیں سکتا تربیت اگر ماں باپ نہ کریں تو پھر اطفال سنبھال لیتے ہیں ناصرات والے سنبھال لیتے ہیں اور خدام پھر انصار۔ اس طرح خداتعالیٰ کا جو وعدہ تھا پورا ہو گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ کو ایسی اصلاحوں کی توفیق ملی ہے جو اب قیامت تک جماعت کا حصہ بن گئی ہیں کبھی الگ نہیں ہوسکتیں۔ آئندہ سارا زمانہ گواہ رہے گا کہ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا‘‘۔

(اردو کلاس 30 مئی 1997ء روزنامہ الفضل ربوہ 27 نومبر 1998 صفحہ 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’بہرحال یہ پُرشوکت پیشگوئی تھی جس نے حضرت مصلح موعودؓ کی خلافت کے باون سالہ دَور میں ثابت کر دیا کہ کس طرح وہ شخص جلد جلد بڑھا؟ کس طرح اُس نے دنیا میں اسلام کے کام کو تیزی سے پھیلایا؟ مشن قائم کئے، مساجد بنائیں۔ آپ کے وقت میں باوجود اس کے کہ وسائل بہت کم تھے، مالی کشائش جماعت کو نہیں تھی، دنیا کے چونتیس پینتیس ممالک میں جماعت کا قیام ہو چکا تھا۔ کئی زبانوں میں قرآنِ کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا تھا، مشن کھولے جا چکے تھے۔ اسی طرح جماعتی نظام کا یہ ڈھانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ہی بنایا تھا جو آج تک چل رہا ہے اور اس سے بہتر کوئی ڈھانچہ بن ہی نہیں سکتا تھا‘‘۔ (خطبات مسرور جلد 9 صفحہ 85)

کون دَر پردہ مجھے دیتا ہے ہر میداں میں فتح

بے معاون مَیں نہ تھا، تھی نصرتِ حق میرے ساتھ
فتح کی دیتی تھی وحیِ حق بشارت بار بار
یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں!
ایسے کاذب کے لیے کافی تھا وہ پروردگار
ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار
ہر قدم میں میرے مولیٰ نے دیئے مجھ کو نشاں
ہر عدو پر حجّتِ حق کی پڑی ہے ذوالفقار
کون دَر پردہ مجھے دیتا ہے ہر میداں میں فتح
کون ہے جو تم کو ہر دَم کر رہا ہے شرمسار
ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نَے دیار
بندۂ درگاہ ہوں اور بندگی سے کام ہے
کچھ نہیں ہے فتح سے مطلب نہ دل میں خوفِ ہار
اَے خدا شیطاں پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار

(انتخاب از دُرِّ ثمین ''مُناجات اور تبلیغِ حق'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک اولوالعزم راہنما

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 17 فروری 2012ء کا مکمل متن

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

زندہ مذہب وہی ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کے جلوے ہمیشہ نظر آتے رہیں۔ اور آج زندہ مذہب ہونے کا صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اس کا عملی ثبوت صرف اور صرف اسلام ہی دیتا ہے۔ اسلام کا خدا وہ خدا ہے اب بھی وہ جس کو بھی چاہے کلیم بنا سکتا ہے۔ اُس سے اب بھی بولتا ہے، دعاؤں کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور اپنی قدرت کے جلوے دکھاتا ہے۔ اور اس زمانے میں اپنی قدرت کے اظہار کے لئے اس نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا جس کے اس زمانے میں آنے کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔

پس مسلمانوں میں بھی آج جماعت احمدیہ ہی وہ فرقہ ہے جو آج بھی اللہ تعالیٰ کو اپنی تمام تر صفات کے ساتھ قادر و مقتدر یقین کرتا ہے۔ اس یقین پر قائم ہے کہ خدا تعالیٰ آج بھی وہی قدرتیں رکھتا ہے، وہی قدرتیں دکھاتا ہے جیسا کہ ازل سے دکھاتا چلا آ رہا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم الانبیاء ہیں، آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر دیا ہے کہ اب تمام قسم کے انعامات کے حصول کا ذریعہ اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی مل سکتا ہے اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام، مسیح موعود و مہدی معہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کامل عاشق صادق ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اس زمانے میں بھیجا ہے۔ اور پھر آپ سے تکمیل تبلیغ ہدایت کا بھی وعدہ فرمایا ہے۔ آپ علیہ السلام اس زندہ خدا کے بارے میں اپنی ایک تحریر میں فرماتے ہیں:

''اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرّہ ذرّہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا۔ اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرف سے۔ نہ اُس کے خَلق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا۔ اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے

بغیر کسی چیز نے نقشِ وجود نہیں پکڑا۔ اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے۔ اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا، احسان والا۔ اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں''۔

(نسیم دعوت روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 363)

پس یہ ہمارا زندہ خدا ہے جو ہمیں نبی کریم ﷺ نے دکھایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے مقام کے بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جواں مرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں۔ یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مُرسَلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیرِ سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی''۔

(سراج منیر روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 82)

پھر آپ تمام دنیا کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی رُوحو جو مشرق و مغرب میں آباد ہو! مَیں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے۔ اور ہمیشہ کی رُوحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدّس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جس کی رُوحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبّت سے ہم رُوح القدس اور خدا کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں''۔ (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 141)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے ایک فتح مند جرنیل کی حیثیت سے اسلام کے مخالفین کا منہ بند کروایا۔ نہ صرف براہین و دلائل سے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص تائیدات اور نشان دکھا کر بھی وہ باتیں دنیا کے سامنے رکھیں، وہ پیشگوئیاں فرمائیں جو سوائے عالم الغیب خدا کے کوئی اور نہیں جان سکتا۔ اور پھر دنیا نے دیکھا کہ وہ پیشگوئیاں جو خدا تعالیٰ سے خبر پا کر آپ نے کی تھیں، اللہ تعالیٰ کے کس قدر عظیم تائیدی نشانات کے ساتھ پوری ہوئیں۔ آپ کو اسلام کا کس قدر درد تھا اور اسلام کے مخالفین اور آنحضرت ﷺ کے مقام کو گرانے والوں کو کس طرح آپ مخاطب کر کے سمجھاتے تھے اور پھر خدا کے حضور کس تڑپ سے ان مخالفین کا منہ بند کرنے کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ اس کا اظہار آپ کی سیرت میں جو صحابہ نے لکھی ہے، اس سے بھی ملتا ہے۔ آپ کی کتب اور متفرق لٹریچر میں بھی اس کا خوب خوب اظہار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور مخالفین کا منہ بند کرنے کے لئے تائیدی نشانوں کے لئے بھی آپ کی بے شمار دعائیں ملتی ہیں۔ اپنی بڑائی کے لئے نہیں بلکہ اسلام اور آنحضرت ﷺ کی برتری ثابت کرنے کے لئے آپ میں ایک تڑپ تھی، ایک لگن تھی جس کی وجہ سے آپ دعائیں کیا کرتے تھے۔ انہی نشانوں میں سے ایک نشان یہ ہے کہ آپ کو آپ کی دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرماتے ہوئے فرمایا کہ ہوشیار پور جاؤ اور وہاں چلّہ کشی کرو''۔

(ماخوذ از تذکرہ صفحہ 106 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اس چلّہ کشی کے دوران ایک نشان آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیا جو ایک موعود بیٹے کا تھا جس کو ہر احمدی پیشگوئی مصلح موعود کے نام سے جانتا ہے۔ یہ بہت عظیم پیشگوئی ہے کہ ایک معین عرصے میں بیٹے کا پیدا ہونا اور اُس میں وہ خصوصیات پیدا ہونا جن کا پیشگوئی میں ذکر ہے۔ اُس کا لمبی عمر پانا۔ یہ جو ساری چیزیں ہیں ایک عظیم پیشگوئی پر دلالت کرتی ہیں اور بعد میں آنے والوں کے لئے تو یہ پیشگوئی یقیناً ازدیادِ ایمان کا باعث ہے جنہوں نے حرف بہ حرف اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھا ہے۔ اور اُس موعود بیٹے کے مختلف نوع کے کارنامے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پیشگوئی میں بیان فرمائے تھے وہ مصلح موعود کی ذات میں پورا ہوتے دیکھے ہیں۔ بہرحال اس وقت مَیں اس پیشگوئی کے الفاظ پیش کرتا ہوں۔ کئی دفعہ ہم سنتے ہیں اور آئندہ جلسے جب ہوں گے، 20؍فروری کی مناسبت سے آج کل ہوں گے تو اُس میں بھی آپ سنیں گے۔ مجموعہ اشتہارات میں آپ نے تحریر فرمائے ہیں کہ:

''بِاِلْہَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ اِعْلَامِہٖ عَزَّوَجَلَّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جَلَّشَانُہٗ وَ عَزَّ اِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو'' (جس کا مَیں نے ذکر کیا، ہشیار پور اور لدھیانے کا سفر تھا جو آپ نے چلّہ کشی کا کیا) ''تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں''۔ (یعنی خدا تعالیٰ قادر ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے) ''اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ (ﷺ) کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) (تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت

اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت وغیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (......) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند، مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ، مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رَستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَ كَانَ اَمْرًا مَقْضِيًّا''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 96-95 اشتہار نمبر 33 ''اشتہار 20 فروری 1886ء'' مطبوعہ ربوہ)

مجموعہ اشتہارات میں جلد اوّل میں یہ سارا لکھا ہوا ہے۔ اس پیشگوئی کے مصداق تو جیسا کہ مَیں نے کہا یقیناً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ تھے۔ اس کا آپ نے 1944ء میں خود بھی اعلان فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں۔ اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کی خوشی میں یومِ مصلح موعود کے جلسے بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا، آئندہ چند دنوں میں یہ جلسے مختلف جماعتوں میں ہوں گے۔ اس لئے کہ جماعت کے ہر فرد کو پتہ چلے کہ یہ ایک عظیم پیشگوئی تھی جو بڑی شان سے پوری ہوئی۔

یہاں ضمناً میں اُن لوگوں کے لئے بھی جو دنیا کے ماحول کے زیر اثر، جن کا دینی علم بھی ناکافی ہے، کئی دفعہ مَیں بیان پہلے بھی کر چکا ہوں لیکن پھر بھی سوال کرتے رہتے ہیں۔ جو سالگرہ منانے کی خواہش رکھتے ہیں وہ سالگرہ پر یہ سوال کرتے ہیں کہ ہماری بھی سالگرہ منائی جائے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا دنیا کے زیر اثر بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مصلح موعود کا دن مناتے ہیں تو باقی خلفاء کے دن کیوں نہیں مناتے اور پھر سالگرہ کیوں نہیں مناتے؟ یعنی باقی خلفاء کی سالگرہ کی آڑ میں اپنی سالگرہ کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ تو یہاں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کا یومِ ولادت نہیں منایا جاتا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی پیدائش تو 12/جنوری 1889ء کی ہے۔ اور یہ پیشگوئی جو عظیم الشان پیشگوئی تھی آپ کی پیدائش سے تین سال پہلے کی ہے۔ اُس پیشگوئی کے پورا ہونے کا دن منایا جاتا ہے جو 20/فروری 1886ء کو کی گئی تھی اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے یہ پیشگوئی تھی اور یہ پیشگوئی اس لحاظ سے ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد پھر مَیں اب یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس پیشگوئی کے بہت سارے پہلو بیان ہوتے ہیں لیکن اس وقت مَیں دو باتیں بیان کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس کو مصلح موعود قرار دیا اور خود مصلح موعود کی اپنی حالت، اسلام کے بارہ میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اور مسلم اُمّہ کے بارے میں ان کی دلی کیفیت کیا تھی؟ کیونکہ وقت نہیں ہے کہ اس پیشگوئی کے جو باقی الفاظ ہیں اُن میں سے ہر ایک کو لیا جائے۔ اس طرح تو یہ تقریباً کوئی باون پوائنٹ بنتے ہیں۔ بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا یہ دو باتیں بیان کروں گا۔

خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا اور آپ یہی سمجھتے تھے۔ آپ اپنی کتاب ''تریاق القلوب''، جو روحانی خزائن کی جلد 15 ہے اس کے صفحہ 219 میں فرماتے ہیں کہ:

''محمود جو میرا بڑا بیٹا ہے اس کے پیدا ہونے کے بارے میں اشتہار دہم جولائی 1888ء میں'' (یعنی 10/جولائی 1888ء کا جو اشتہار ہے) ''اور نیز اشتہار یکم دسمبر 1888ء میں جو سبز رنگ کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا پیشگوئی کی گئی اور سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا نام محمود رکھا جائے گا اور یہ اشتہار محمود کے پیدا ہونے سے پہلے ہی لاکھوں انسانوں میں شائع کیا گیا۔ چنانچہ اب تک ہمارے مخالفوں کے گھروں میں صدہا یہ سبز رنگ اشتہار پڑے ہوئے ہوں گے۔ اور ایسا ہی دہم جولائی 1888ء کے اشتہار بھی ہر ایک کے گھر میں موجود ہوں گے۔ پھر جب کہ اِس پیشگوئی کی شہرت بذریعہ اشتہارات کامل درجہ پر پہنچ چکی اور مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں میں سے کوئی بھی فرقہ باقی نہ رہا جو اس سے بے خبر ہو۔ تب خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے 12/جنوری 1889ء کو مطابق 9/جمادی الاوّل 1306ھ میں بروز شنبہ'' (یعنی ہفتہ کے دن) ''محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے جس کے عنوان پر ''تکمیلِ تبلیغ'' موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہیں۔ اور اس کے صفحہ 4 میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے۔

اے فخرِ رُسل قُربِ تو معلومم شد
دیر آمدۂ ز راہ دُور آمدۂ

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 219)

کہ اے رسولوں کے فخر تیرا خدا کے نزدیک مقامِ قرب مجھے معلوم ہوگیا ہے۔ تو دیر سے آیا ہے اور دور کے راستے سے آیا ہے۔

پھر اپنی کتاب ''سراجِ منیر'' جو روحانی خزائن کی جلد 12 میں ہے اُس کے صفحہ 36 پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

''پانچویں پیشگوئی مَیں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اَب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نَویں سال میں ہے''۔

(سراجِ منیر روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 36)

پھر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی جو روحانی خزائن کی بائیسویں جلد ہے اُس کے صفحہ 373 میں فرماتے ہیں کہ:

''ایسا ہی جب میرا پہلا لڑکا فوت ہوگیا'' (یعنی کہ ان سے پہلے جو بیٹا فوت ہوا تھا) ''تو نادان مولویوں اور ان کے دوستوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں نے اُس کے مَرنے

پر بہت خوشی ظاہر کی اور بار بار اُن کو کہا گیا کہ 20 فروری 1886ء میں یہ بھی ایک پیشگوئی ہے کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے۔ پس ضرور تھا کہ کوئی لڑکا خوردسالی میں فوت ہو جاتا۔ تب بھی وہ لوگ اعتراض سے باز نہ آئے۔ تب خداتعالیٰ نے ایک دوسرے لڑکے کی مجھے بشارت دی۔ چنانچہ میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم ستمبر 1888ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خداتعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت اشتہار سبز کے صفحہ سات کی'' (اُس کا حوالہ دے رہے ہیں حقیقۃالوحی میں) ''جس کے مطابق جنوری 1889ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے''۔ (حقیقۃالوحی روحانی خزائن جلد22 صفحہ 374-373)

پھر تریاق القلوب جو روحانی خزائن کی جلد 15 ہے اُس کے صفحہ 214 پر آپؑ فرماتے ہیں:

''میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے مسجد کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ محمود تب مَیں نے اِس پیشگوئی کے شائع کرنے کے لئے سبز رنگ کے ورقوں پر ایک اشتہار چھاپا۔ جس کی تاریخ اشاعت یکم دسمبر 1888ء ہے اور یہ اشتہار مورخہ یکم دسمبر 1888ء ہزاروں آدمیوں میں شائع کیا گیا اور اب تک اس میں سے بہت سے اشتہارات میرے پاس موجود ہیں''۔ (تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 214)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''پھر ایک اور نشان یہ ہے جو یہ تین لڑکے جو موجود ہیں ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے اس کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ محمود جو بڑا لڑکا ہے اس کی پیدائش کی نسبت اس سبز اشتہار میں صریح پیشگوئی معہ محمود کے نام کے موجود ہے جو پہلے (لڑکے) کی وفات کے بارے میں شائع کیا گیا تھا۔ جو رسالہ کی طرح کئی ورق کا اشتہار سبز رنگ کے ورقوں پر ہے''۔ (ضمیمہ انجامِ آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 299)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے بیٹے حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد کو موعود بیٹے کا مصداق سمجھتے تھے جس نے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ آج بھی بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں اس لئے مَیں نے یہ وضاحت کی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کی باون سالہ خلافت کا دَور اس عظیم پیشگوئی کے پورا ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ کی تحریرات، آپ کی تقریریں اُس درد سے بھری ہوئی ہیں جو اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا میں قائم کرنے کے لیے آپ کے دل میں تھا۔ آپ کا علم و عرفان اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ خداتعالیٰ نے آپ کو علومِ ظاہری و باطنی سے پُر فرمایا۔

غرض جو باون یا بعض لحاظ سے اٹھاون خصوصیات پیش کی جاتی ہیں، ان کا جائزہ لیا جائے تو پیشگوئی میں جتنی بھی خصوصیات کا ذکر ہے، وہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہمیں نظر آتی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ اس حوالے سے بھی مَیں بعض باتیں کروں گا تو آپ کے کچھ حوالے پیش کرتا ہوں جو آپ کی تقریر اور تحریر کے ہیں جن سے آپ کا عظیم عزم بھی جھلکتا ہے جو ہمیں آپ کے اولوالعزم ہونے کا بھی پتہ دیتا ہے۔

ایک تقریر میں آپ فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کے مرسل جب آتے ہیں اُس وقت ہر شخص جو اُن کی جماعت میں داخل ہوتا ہے یہ سمجھتا ہے کہ دین کا کام میرے سوا اور کسی نے نہیں کرنا۔ جب وہ یہ سمجھ لے تو وہ اس کی انجام دہی کے لئے اپنی ساری قوتیں صرف کر دیتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ مجنوں بن جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے تو مَیں نے اس قسم کی آوازیں سنیں کہ آپ کی وفات بے وقت ہوئی ہے۔ ایسا کہنے والے یہ تو نہیں کہتے تھے کہ نعوذباللہ آپ جھوٹے ہیں''۔ (کیونکہ یہ مانتے بھی تھے۔ احمدیوں میں سے ہی یہ آوازیں اُٹھ رہی تھیں) ''مگر یہ کہتے تھے کہ آپ کی وفات ایسے وقت میں ہوئی ہے جبکہ آپ نے خداتعالیٰ کا پیغام اچھی طرح نہیں پہنچایا اور پھر آپ کی بعض پیشگوئیاں بھی پوری نہیں ہوئیں''۔ فرماتے ہیں کہ ''میری عمر اُس وقت انیس سال کی تھی۔ مَیں نے جب اس قسم کے فقرات سنے تو مَیں آپ کی لاش کے سرہانے جا کر کھڑا ہوگیا اور مَیں نے خداتعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے دعا کی کہ اے خدا! یہ تیرا محبوب تھا جب تک یہ زندہ رہا اس نے تیرے دین کے قیام کے لئے بے انتہا قربانیاں کیں۔ اب جبکہ اُس کو تُو نے اپنے پاس بلا لیا ہے لوگ کہہ رہے ہیں کہ اس کی وفات بے وقت ہوئی ہے۔ ممکن ہے ایسا کہنے والوں یا ان کے باقی ساتھیوں کے لئے اس قسم کی باتیں ٹھوکر کا موجب ہوں اور جماعت کا شیرازہ بکھر جائے۔ اس لئے اے خدا! مَیں تجھ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت بھی تیرے دین سے پھر جائے تو مَیں اس کے لئے اپنی جان لڑا دوں گا۔ اُس وقت مَیں نے سمجھ لیا تھا کہ یہ کام مَیں نے ہی کرنا ہے اور یہی ایک چیز تھی جس نے انیس سال کی عمر میں ہی میرے دل کے اندر ایک ایسی آگ بھر دی کہ مَیں نے اپنی ساری زندگی دین کی خدمت میں لگا دی اور باقی تمام مقاصد کو چھوڑ کر صرف یہی ایک مقصد اپنے سامنے رکھ لیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کام کے لئے تشریف لائے تھے وہ اب مَیں نے ہی کرنا ہے۔ وہ عزم جو اُس وقت میرے دل کے اندر پیدا ہوا تھا، آج تک مَیں اُس کو نت نئی چاشنی کے ساتھ اپنے اندر پاتا ہوں اور وہ عہد جو اُس وقت مَیں نے آپ کی لاش کے سرہانے کھڑے ہو کر کیا تھا وہ خضرِ راہ بن کر مجھے ساتھ لئے جاتا ہے۔ میرا وُہی عہد تھا جس نے آج تک مجھے اس مضبوطی کے ساتھ اپنے ارادہ پر قائم رکھا کہ مخالفت کے سینکڑوں طوفان میرے خلاف اُٹھے مگر وہ اس چٹان کے ساتھ ٹکرا کر اپنا ہی سر پھوڑ گئے جس پر خداتعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا تھا۔ اور مخالفین کی ہر کوشش، ہر منصوبہ اور ہر شرارت جو انہوں نے میرے خلاف کی وہ خود اُنہیں کے آگے آتی گئی اور خداتعالیٰ نے اپنے خاص فضل کے ساتھ مجھے ہر موقع پر کامیابیوں کا منہ دکھایا۔ یہاں تک کہ وہی لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے وقت یہ کہتے تھے کہ آپ کی وفات بے وقت ہوئی ہے، آپ کے مشن کی کامیابیوں کو دیکھ کر انگشت بدنداں نظر آتے ہیں''۔

(قومی ترقی کے دو اہم اصول۔ انوار العلوم جلد 19 صفحہ 75-74)

آپ کی ایک مجلس کی یہ تقریر ہے جو میں نے بیان کی ہے۔اس کے بعد پھر اس کا تسلسل چل رہا ہے۔اس کے بعد آپ نے جماعت کو بھی توجہ دلائی کہ:

جماعت کے ہر شخص کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس نے اپنے اندر یہ روح پیدا کرنی ہے کہ دین کا کام اُسی نے کرنا ہے۔ہر کوئی سمجھے کہ اب دین کے کام کی ذمہ داری، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے لے جانے کی ذمہ داری میری ہے۔اس لئے ایک عہد کریں اور جو یہ عہد کرے گا کہ ہر حالت میں مَیں نے دین کی خدمت کو مقدم رکھنا ہے۔فرمایا کہ پھر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر جس مقصد کو حاصل کرنا تھا، وہ آپ کرنے والے بنیں گے۔کیونکہ وہ مقصد یہی ہے کہ آپ کے مشن کو آگے لے جانا۔اور پھر مزید فرمایا کہ اگر ہم میں یہ روح پیدا ہو جائے گی تو کوئی مشکل ہمیں مشکل نظر نہیں آئے گی۔رستے کی جو ساری مشکلات ہیں ہمیں معمولی نظر آئیں گی۔

(ماخوذ از قومی ترقی کے دو اہم اصول۔انوار العلوم جلد 19 صفحہ 75)

پھر اسلام اور آنحضرت ﷺ کے لئے اپنے دل کا درد آپ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

’’اصل چیز دنیا میں اسلامستان کا قیام ہے‘‘ (اسلام کے نام (کی مناسبت) سے آپؓ نے فرمایا۔اصل چیز دنیا میں اسلامستان کا قیام ہے)۔’’ہم نے پھر سارے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔ہم نے پھر اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام ممالک میں لہرانا ہے۔ہم نے پھر محمد رسول اللہ ﷺ کا نام عزت اور آبرو کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ہمیں پاکستان کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ہمیں مصر کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ہمیں عرب کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ہمیں ایران کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے مگر ہمیں حقیقی خوشی تب ہو گی جب سارے ملک آپس میں اتحاد کرتے ہوئے اسلامستان کی بنیاد رکھیں۔ہم نے اسلام کو اُس کی پرانی شوکت پر پھر قائم کرنا ہے۔ہم نے خدا تعالیٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی ہے۔ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کی حکومت دنیا میں قائم کرنی ہے۔ہم نے عدل اور انصاف کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور ہم نے عدل و انصاف پر مبنی پاکستان کو اسلامک یونین کی پہلی سیڑھی بنانا ہے۔یہی اسلامستان ہے جو دنیا میں حقیقی اَمن قائم کرے گا‘‘۔

کاش کہ پاکستان کے عوام اور جو پاکستان کو اوپر لے جانے والے آجکل کے لیڈر اور علماء بنے پھرتے ہیں وہ اس بات کو سمجھ سکیں۔فرماتے ہیں کہ:

’’ہر ایک کو اُس کا حق دلائے گا۔(حقیقی اَمن قائم کرے گا اور ہر ایک کو اس کا حق دلائے گا) جہاں روس اور امریکہ فیل ہوا، صرف مکہ اور مدینہ ہی ان شاء اللہ کامیاب ہوں گے‘‘، فرماتے ہیں کہ ’’یہ چیزیں اس وقت ایک پاگل کی بَڑ معلوم ہوتی ہیں مگر دنیا میں بہت سے لوگ جو عظیم الشان تغیر کرتے ہیں وہ پاگل ہی کہلاتے رہے ہیں۔اگر مجھے بھی لوگ پاگل کہہ دیں تو میرے لئے اس میں شرم کی کوئی بات نہیں۔میرے دل میں ایک آگ ہے، ایک جلن ہے، ایک تپش ہے جو مجھے آٹھوں پہر بے قرار رکھتی ہے۔مَیں اسلام کو اُس کی ذلّت کے مقام سے اُٹھا کر عزت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔مَیں پھر محمد رسول اللہ ﷺ کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا چاہتا ہوں۔مَیں پھر قرآنِ کریم کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں۔مَیں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہو گی یا میرے بعد۔لیکن مَیں یہ جانتا ہوں کہ مَیں اسلام کی بلند ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں یا اتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں جتنی اینٹیں لگانے کی خدا مجھے توفیق دیدے۔مَیں اس عظیم الشان عمارت کو مکمل کرنا چاہتا ہوں یا اس عمارت کو اتنا اونچا لے جانا چاہتا ہوں جتنا اونچا لے جانے کی اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے۔اور میرے جسم کا ہر ذرّہ اور میری روح کی ہر طاقت اس کام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خرچ ہو گی اور دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی میرے اس ارادے میں حائل نہیں ہو گی‘‘۔(تقریر جلسہ سالانہ 28 دسمبر 1947۔انوار العلوم جلد 19 صفحہ 388-387)

پس یہ وہ اولوالعزم موعود بیٹا تھا جس نے اپنے دل کی تڑپ کھول کر ہمارے سامنے رکھ دی۔آج ہم جب یومِ مصلح موعود مناتے ہیں تو حقیقی یومِ مصلح موعود تب ہی ہو گا جب یہ تڑپ آج ہم میں سے اکثریت اپنے اندر پیدا کرے کہ ہمارے مقاصد بہت عالی ہیں، بہت اونچے ہیں، بہت بلند ہیں جس کے حصول کے لئے عالی ہمتی کا بھی مظاہرہ کرنا ہو گا۔اور اپنے اندر اعلیٰ تبدیلیاں بھی پیدا کرنا ہوں گی، پاک تبدیلیاں بھی پیدا کرنی ہوں گی۔خدا تعالیٰ سے ایک تعلق بھی جوڑنا ہو گا۔اسلام کا درد بھی اپنے اندر پیدا کرنا ہو گا۔دل میں آنحضرت ﷺ سے عشق و محبت کا درد پیدا کرتے ہوئے اظہار بھی کرنا ہو گا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو بے شمار خوبیوں کے مالک بیٹے کی خوشخبری عطا فرمائی تھی تو وہ یہ گہرا مطلب بھی اپنے اندر رکھتی تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا تھا کہ تیرا سلسلہ صرف تیرے ہی تک محدود نہیں ہو گا۔جس مشن کو تو لے کر اُٹھا ہے وہ تیری زندگی تک ہی محدود نہیں رہے گا بلکہ تیرا ایک بیٹا جو اولوالعزمی میں اپنی مثال آپ ہو گا، جو اسلام کو دنیا میں پھیلانے کی تڑپ میں تیرا ثانی ہو گا۔جو محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا میں گاڑنے کے لئے بے چین دل رکھتا ہو گا، اور پھر اُس بیٹے تک ہی محدود نہیں بلکہ بعد میں بھی اس مشن کو دنیا کے کونے کونے تک لے جانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قدرتِ ثانیہ کا تاقیامت تسلسل جاری رہنے کا بھی وعدہ فرمایا ہے جو اس کام کو آگے بڑھاتا چلا جائے گا اور قدرتِ ثانیہ کو ایسے سلطانِ نصیر بھی عطا ہوں گے جو آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے قدرتِ ثانیہ جو خلافت کی صورت میں جاری ہے اس کے مددگار بنیں گے۔

پس آج ہمیں پیشگوئی مصلح موعود جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل کے طور پر دکھائی دیتی ہے وہاں اس بات کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس خوبیوں کے مالک بیٹے کی اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی تھی اور جس تڑپ اور عزم کے ساتھ اُس بیٹے نے جماعت کو آگے بڑھنے کے راستے دکھائے، ایک خوبصورت نظام عطا فرمایا۔جماعت کی تربیت کے نظام کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں اسلام

کا خوبصورت پیغام پہنچانے کے لئے ایک ایسا نظام مستحکم کر دیا جس کے نتائج ہر روز نئی شان سے پورے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس نظام کو مزید مستحکم کرنے کے لئے ہر احمدی اپنا کردار ادا کرنے والا بنے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے عرب ممالک میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ ایشیا کے دوسرے ممالک میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ افریقہ میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ یورپ میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ امریکہ میں بھی یہ نظام قائم ہے۔ آسٹریلیا میں بھی یہ نظام قائم ہے اور جزائر میں بھی یہ نظام قائم ہے۔

پس جہاں جہاں بھی احمدی ایک جماعت قائم کر کے اس نظام کا حصہ بنے ہیں وہاں وہ اس بات کی طرف بھی خاص توجہ دیں کہ صرف اپنی ذات کی اصلاح تک ہم نے محدود نہیں رہنا، اپنی اگلی نسلوں کو بھی سنبھالنا ہے، اُن کے دل میں بھی یہ چیز راسخ کرنی ہے کہ تم نے اس نظام کا حصہ بنتے ہوئے اپنے عظیم مقصد کو جو آنحضرت ﷺ کا جھنڈا دنیا میں لہراتے ہوئے توحید کا قیام ہے، اُسے کبھی نہیں بھولنا اور اس کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔ اور اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھنا جب تک اس مقصد کو حاصل نہ کر لو۔ اپنی اگلی نسلوں میں یہ روح پھونکنی ہے کہ اس عظیم مقصد کو کبھی مرنے نہیں دینا۔ پس جیسا کہ میں نے کہا آج دنیا کے ہر کونے میں جماعت احمدیہ کا قیام ہے اور قادیان سے اُٹھنے والی آواز دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی ہے اور اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے میں باوجود نامساعد حالات کے بہت بڑا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔ تو جب مصلح موعود کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر جلسے کرتے ہیں تو اپنے عزم اور اپنے پروگراموں میں ایک ایسی روح پیدا کریں جو آپ کے جذبوں کی نئے سرے سے تجدید کرنے والی ہو اور اُن خواہشات کو بھی سامنے رکھیں جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہیں۔ اور جس کا میں نے ذکر کیا ہے کہ ہر مسلمان ملک کا رہنے والا احمدی یہ کوشش بھی کرے کہ ہم نے اسلامستان قائم کرنا ہے۔ وہ اسلامستان بنانا ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ جو رحمۃ للعالمین تھے وہ بنانا چاہتے تھے۔ وہ اسلامستان بنانا ہے جو اپنوں اور غیروں کے حقوق ادا کرتے ہوئے انسانیت کی قدریں قائم کرنے والا ہو تا دنیا کو یہ پتہ چلے کہ آنحضرت ﷺ محسنِ انسانیت تھے اور یہی ایک بہت بڑا کام ہے جو ہم نے دنیا کو بتانا ہے، جو اس دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ ہر اسلامی ملک کو ہم نے یہ باور کرانا ہے۔ یہ ہمارا مقصد ہے۔ یہ باتیں تھیں جن کو لے کر آنحضرت ﷺ آئے تھے اور یہ وہ مشن ہے جس کی تکمیل کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا اور یہ کام ہے جو آج جماعت احمدیہ نے کرنا ہے اور ہم نے ہر مسلمان کو، ہر اسلامی ملک کو یہ باور کرانا ہے کہ یہ ہمارے مقاصد ہیں۔ اگر ہماری مخالفت میں یہ لوگ ہماری بات نہیں سنتے تو تڑپ تڑپ کر ان کے لئے دعا کرنی ہے۔ دعا سے تو ہمیں کوئی نہیں روک سکتا کہ یہ اس بات کو سمجھنے والے بن جائیں۔ پاکستان ہو یا سعودی عرب ہو یا مصر ہو یا شام ہو یا ایران ہو یا انڈونیشیا ہو یا ملائیشیا ہو یا سوڈان ہو یا کوئی بھی اسلامی ملک ہو، ان لوگوں کو یہ بتانا ہو گا کہ علیحدہ علیحدہ رہ کر تمہاری کوئی ساکھ نہیں بن سکتی۔ تمہاری ساکھ اُسی وقت بن سکتی ہے اور تمہاری بقا اسی میں ہے، ان ممالک کا رُعب تبھی ہے جب وہ ایک ہو کر اسلام کی عظمت کے بارے میں سوچیں گے۔ جب وہ اپنے ملکوں کے اندر بھی اور اپنے ہمسایوں میں بھی فرقوں سے بالا ہو کر سوچیں گے۔ یہ پیغام ہے جو ہم نے ان ملکوں کو بھی دینا ہے۔ آج ہمیں مصر کے لئے بھی کوشش کرنی چاہئے اور شام کے لئے بھی کوشش کرنی چاہئے، لیبیا کے لئے بھی یہ پیغام اُن کے اربابِ حل و عقد کو پہنچانا چاہئے کہ اگر اپنے قبیلوں اور فرقوں کو ہی فوقیت دیتے رہے اور اس کے لئے ظلم کرتے رہے تو خود اپنے ہاتھ سے اپنے ملکوں کو کھوکھلا کرنے والے بنتے رہو گے۔ تمہارے اندر نہ ہی ملکی لحاظ سے اور نہ ہی مسلم اُمّہ کے لحاظ سے کبھی طاقت آئے گی بلکہ کمزوری بڑھتی ہی جائے گی اور غیر تمہیں پھر اپنے پنجے میں لے لیں گے۔ پھر اللہ نہ کرے، اللہ نہ کرے کہ غلامی کی زنجیروں میں بعض ملک جکڑے بھی جا سکتے ہیں۔ پس ان کو یہ پیغام دینا ہے کہ ہوش کرو اور صرف اپنے ذاتی مفادات کے حصول کی فکر نہ کرو۔ صرف اپنے قبائل اور فرقوں کی ناجائز طرفداری نہ کرو ورنہ سب کچھ ہاتھ سے کھو بیٹھو گے۔ ملکوں کی انفرادیت قائم رکھنے کی بجائے اسلام کی عظمت کو قائم کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس عظمت کو قائم کرنے کے لئے جس شخص کو بھیجا ہے اُس کی باتوں پر بھی غور کرو۔

پس یہ عظیم مقصد حاصل کرنے کے لئے موقع کے لحاظ سے، سمجھا کر بھی اور دعاؤں سے بھی ہم نے یعنی ہر ملک میں رہنے والے احمدی نے اپنا کردار ادا کرتے چلے جانا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے گزشتہ سال بھی کہا تھا کہ ہم میں سے ہر احمدی کو دنیا کی اصلاح کی یہ کوشش کر کے مصلح بننے کا کردار ادا کرنے والا ہونا چاہئے تا کہ مصلح موعود کے مقاصد کو جو دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے دنیا کو لانے کا ایک عظیم منصوبہ ہے اُسے ہم حاصل کر سکیں۔ پس یہ دور جو فساد میں بڑھتے چلے جانے کا دَور ہے، جس میں بڑی طاقتوں کی نظریں بھی اسلامی ممالک کے وسائل پر لگی ہوئی ہیں۔ اس میں بہت زیادہ کوشش کر کے ہم احمدیوں کو ہر اسلامی ملک کو بھی اور مسلم اُمّہ کو بھی ہوس پرستوں کی ہوس سے بچانے کے لئے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے اقدام کرنے چاہئیں اور اس کے لئے سب سے بڑھ کر جیسا کہ مَیں نے کہا دعا ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمان ملکوں کے سیاستدانوں اور لیڈروں کو بھی عقل اور سمجھ دے کہ وہ اپنے ذاتی مفاد سے بالا ہو کر سوچیں۔ علماء جن کو عوام الناس علوم اور روحانیت میں بڑھا ہوا سمجھتے ہیں وہ بھی عقل سے کام لیں اور اپنے مفادات کے بجائے قرآنی تعلیم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اپنے مفادات کی خاطر عوام اور حکمرانوں کو لڑانے کی بجائے تقویٰ سے کام لیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا، اس کا سب سے خوبصورت حل زمانے کے امام کی آواز کو سن کر اس پر عمل کرنا ہے۔ اور اللہ کرے کہ عوام الناس بھی اپنے نورِ فراست کو بڑھانے کی کوشش کریں اور زمانے کے حالات دیکھنے کے باوجود آنکھیں بند کر کے عقل اور حکمت سے عاری باتیں کرنے والوں کی، چاہے وہ علماء میں سے ہوں یا لیڈروں میں سے ہوں، اُن کی اندھی تقلید نہ کریں۔ اللہ کرے کہ ہم جیسا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خواہش کا اظہار فرمایا تھا، ایک خوبصورت اسلامستان دیکھنے والے ہوں اور یہی ایک حل ہے جو دنیا کو فسادوں سے بچا سکتا ہے۔ اللہ کرے دنیا کو عقل آ جائے، آمین۔ (خطبات مسرور جلد 10 صفحہ 97)

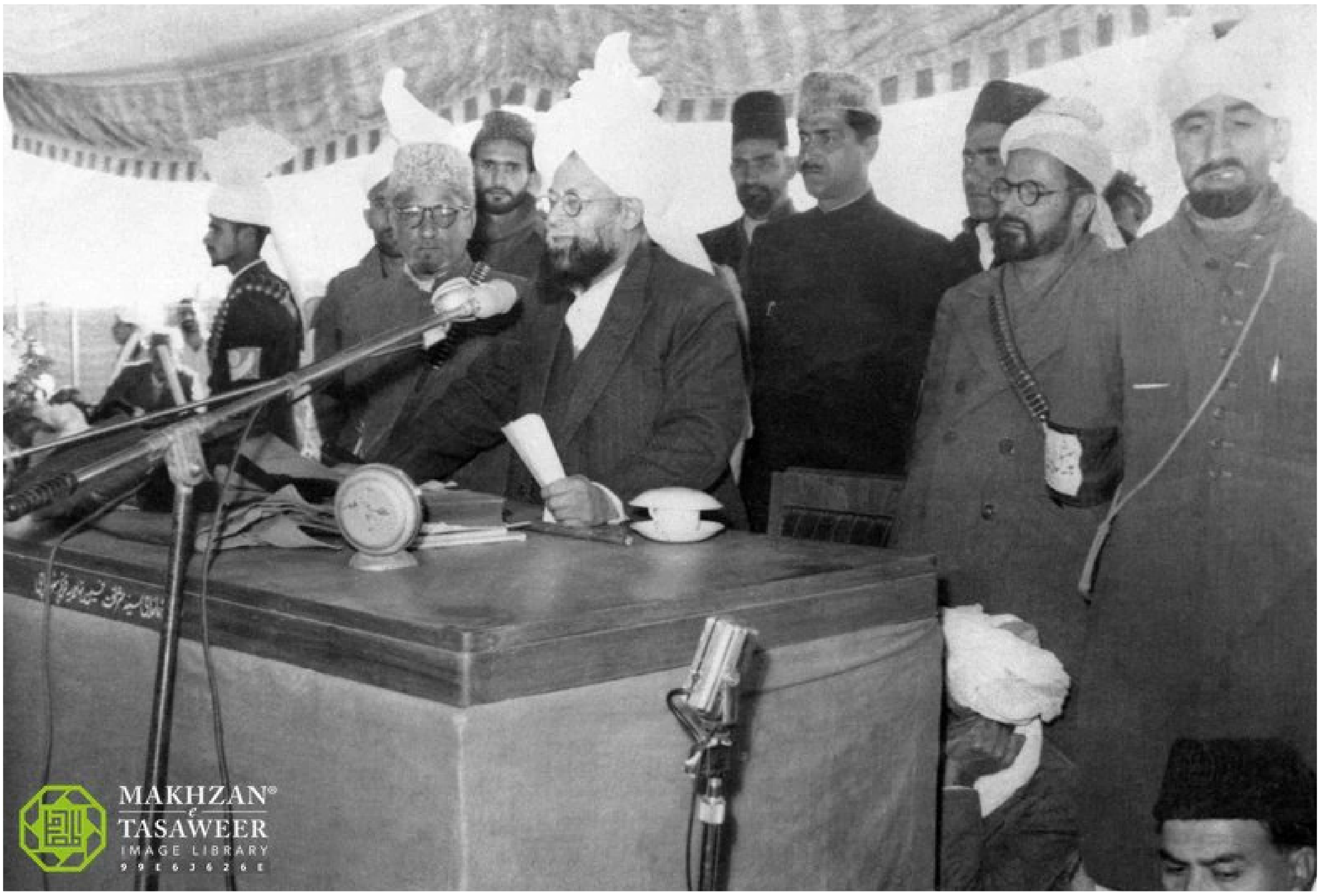

تحریر: حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہؒ

اے فضلِ عمر! تیرے اوصافِ کریمانہ

سیّدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی سیرت سے متعلق آپؓ کی حرم حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہؒ (اُمِّ متین) کے مضامین جنہیں ان کے نواسہ محترم سیّد غلام احمد فرّخ صاحب نے " گلہائے محبّت " کے عنوان سے کتابی صورت میں مرتّب کر کے شائع کیا ہے۔ اس میں سے چند اقتباسات موصوف کے شکریہ کے ساتھ ہدیہٴ قارئین ہیں۔

ایمان باللہ کے ایمان افروز نمونے

اللہ تعالیٰ پر جو آپ کو ایمان تھا اس کی ابتدا جس رنگ میں ہوئی اس کا بیان میں آپؓ کے ہی الفاظ میں تحریر کرتی ہوں۔

"1900ء میرے قلب کو اسلامی احکام کی طرف توجہ دلانے کا موجب ہوا ہے۔ میں گیارہ سال کا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کوئی شخص چھینٹ کی قسم کے کپڑے کا ایک جُبّہ لایا تھا میں نے آپ سے وہ جُبّہ لے لیا تھا کسی اور خیال سے نہیں بلکہ اس لئے کہ اس کا رنگ اور اس کے نقش مجھے پسند تھے۔ مَیں اسے پہن نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے دامن میرے پاؤں سے نیچے لٹکتے رہتے تھے۔ جب مَیں گیارہ سال کا ہوا اور 1900ء نے دنیا میں قدم رکھا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مَیں خداتعالیٰ پر کیوں ایمان لاتا ہوں اُس کے وجود کا کیا ثبوت ہے؟ مَیں دیر تک رات کے وقت اس مسئلہ پر سوچتا رہا۔ آخر دس گیارہ بجے میرے دل نے فیصلہ کیا کہ ہاں ایک خدا ہے۔ وہ گھڑی میرے لئے کیسی خوشی کی گھڑی تھی جس طرح ایک بچہ کو اس کی ماں مل جائے تو اسے خوشی ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوشی تھی کہ میرا پیدا کرنے والا مجھے مل گیا۔ سماعی ایمان علمی ایمان سے تبدیل ہو گیا۔ مَیں اپنے جامہ میں پھولا نہیں سماتا تھا۔ مَیں نے اُس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ایک عرصہ تک کرتا رہا کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق کبھی شک پیدا نہ ہو اُس وقت مَیں گیارہ سال کا تھا...... مگر آج بھی اس دعا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں مَیں آج بھی یہی کہتا ہوں کہ خدایا تیری ذات کے متعلق مجھے کبھی شک پیدا نہ ہو ہاں اُس وقت مَیں بچہ تھا اب مجھے زائد تجربہ ہے اب مَیں اس قدر زیادتی کرتا ہوں کہ خدایا مجھے تیری ذات کے متعلق حق الیقین پیدا ہو"۔

(الحکم جوبلی نمبر جلد 42 نمبر 31 تا 40 مورخہ 28 دسمبر 1939ء صفحہ 9)

تاریخ خلافت ثانیہ شاہد ہے، دوست بھی اور دشمن بھی کہ آپ کبھی کسی بڑے سے بڑے ابتلاء پر نہیں گھبرائے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل رہا اور اپنے اس یقین کو بڑی تحدّی سے دنیا کے سامنے پیش فرماتے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتادیا کہ آپ ہی مصلح موعود ہیں تو آپ نے فرمایا۔

"خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ﷺ اور قرآنِ کریم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں اور اسلام کے مقابلہ میں دنیا کے تمام باطل ادیان کو ہمیشہ کی شکست دے دوں۔ دنیا زور لگالے، وہ اپنی تمام طاقتوں اور جمعیتوں کو اکٹھا کرلے، عیسائی بادشاہ بھی اور ان کی حکومتیں بھی مل جائیں، یورپ بھی اور امریکہ بھی اکٹھا ہو جائے، دنیا کی تمام بڑی بڑی مالدار اور طاقتور قومیں اکٹھی ہو جائیں اور وہ مجھے اس مقصد میں ناکام کرنے کے لئے متحد ہو جائیں پھر بھی میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں ناکام رہیں گی اور خدا میری دعاؤں اور تدابیر کے سامنے ان کے تمام منصوبوں اور مکروں اور فریبوں کو ملیا میٹ کر دے گا"۔
(الموعود انوار العلوم جلد 17 صفحہ 647)

آپؓ کے باون سالہ دَور خلافت کا ایک ایک دن شاہد ہے، زمین اور آسمان گواہ ہیں کہ مخالفتوں کی آندھیاں چلیں، فتنے اٹھے، جماعت کو نیست و نابود کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ آپؓ کی جان پر حملہ کیا گیا مگر آپ کو اللہ تعالیٰ پر کامل توکل رہا اور اللہ تعالیٰ کا سایہ ہر آن آپ پر رہا جب تک کہ نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھائے جانے کا وقت نہ آگیا۔

انسان جس ہستی سے محبت کرتا ہے اُس سے ناز بھی کرتا ہے اور وہ اپنی محبوب ہستی کے ناز بھی اٹھاتا ہے۔ آپ کے ایک مضمون کا اقتباس درج ذیل کرتی ہوں جس سے اس مضمون پر روشنی پڑتی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"کچھ دن ہوئے ایک ایسی بات پیش آئی کہ جس کا کوئی علاج میری سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اُس وقت مَیں نے کہا کہ ہر ایک چیز کا علاج خدا تعالیٰ ہی ہے اُسی سے اس کا علاج پوچھنا چاہیئے۔ اُس وقت مَیں نے دعا کی اور وہ ایسی حالت تھی کہ مَیں نفل پڑھ کر زمین پر ہی لیٹ گیا اور جیسے بچہ ماں باپ سے ناز کرتا ہے۔ اُسی طرح مَیں نے کہا اے خدا! مَیں چارپائی پر نہیں زمین پر ہی سوؤں گا۔ اس وقت مجھے یہ بھی خیال آیا کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے مجھے کہا ہوا ہے کہ تمہارا معدہ خراب ہے اور زمین پر سونے سے معدہ اور زیادہ خراب ہو جائے گا لیکن مَیں نے کہا آج تو مَیں زمین پر ہی سوؤں گا...... جب مَیں زمین پر سوگیا تو دیکھا کہ خدا کی نصرت اور مدد کی صفت جوش میں آئی اور متمثل ہو کر عورت کی شکل میں زمین پر اتری۔ ایک عورت تھی اس کو اس نے سوٹی دی اور کہا اسے مار اور کہو جاکر چارپائی پر سو۔ مَیں نے اس عورت سے سوٹی چھین لی۔ اس پر اُس نے (خدا تعالیٰ کی اُس مجسم صفت نے) سوٹی خود پکڑ لی اور مجھے مارنے لگی اور مَیں نے کہا لو مارلو۔ مگر جب اس نے مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا تو زور سے سوٹی کو گھٹنے تک لا کر چھوڑ دیا اور کہا دیکھ محمود! مَیں تجھے مارتی نہیں پھر کہا جا اُٹھ کر سو رہو یا نماز پڑھ۔ مَیں اُسی وقت کود کر چارپائی پر چلا گیا اور جاکر سو رہا۔ مَیں نے اُس وقت سمجھا کہ اس حکم کی تعمیل میں سونا ہی بہت بڑی برکات کا موجب ہے۔

تو خدا تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اس کے سامنے سب کچھ ہیچ ہو جاتا ہے تم اس کے لئے کوشش کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرے تاکہ اس کی مدد اور نصرت تم کو مل جائے اور جب اس کی نصرت تمہارے ساتھ شامل ہو جائے تو پھر ساری دنیا ہے کیا چیز؟ وہ تو ایک کیڑے کی بھی حیثیت نہیں رکھتی؟"۔ (اصلاح نفس انوار العلوم جلد 5 صفحہ 459)

1953ء میں جب پنجاب میں فسادات رونما ہوئے، احمدیت کی شدید مخالفت کی گئی، احمدیوں کے گھروں کو آگیں لگائی گئیں اور اس قسم کی افواہیں سننے میں آئیں کہ کہیں آپ پر بھی ہاتھ نہ ڈالا جائے اور گرفتار نہ کرلیا جائے۔ چنانچہ ان دنوں میں قصر خلافت کی تلاشی بھی لی گئی لیکن آپ کی طبیعت میں ذرہ بھر بھی گھبراہٹ نہ تھی سکون سے اپنے کام جاری تھے۔ جو لوگ آپ سے محبت کرتے تھے انہوں نے مشورہ دیا کہ آپ چند روز کے لئے باہر چلے جائیں بلکہ گھبرا کر کراچی کے بعض ذمہ دار دوست آپ کو لینے کے لئے بھی آگئے کہ آپ وہاں چلے چلیں چند دن میں یہ شورش ختم ہو جائے گی۔ آپ نے ان دوستوں کا ہمدردانہ مشورہ سنا تھوڑی دیر کے لئے اندر آئے اور آکر دعا شروع کر دی۔ دعا ختم کر کے باہر تشریف لے گئے اور جاکر اُن دوستوں سے کہا کہ مَیں ہرگز جانے کے لئے تیار نہیں جو خدا وہاں ہے وہی یہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ میری یہیں حفاظت کرے گا۔ اور جو مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گا وہ خدا تعالیٰ کے عذاب اور گرفت سے ڈرے۔ چنانچہ چند ہی دن میں ملک میں انقلاب آگیا۔ جو مخالفت میں اُٹھے تھے جھاگ کی طرح بیٹھ گئے اور جو اُن کے سرکردہ تھے وہ الٰہی گرفت میں آئے۔

آنحضرت ﷺ سے بے انتہا عشق

آنحضرت ﷺ کی ذات سے بے انتہا عشق تھا مجھے کبھی نہیں یاد کہ آپ نے آنحضرت ﷺ کا نام لیا اور آپ کی آواز میں لرزش اور آپ کی آنکھوں میں آنسو نہ آگئے ہوں آپ کے مندرجہ ذیل اشعار جو سرور دو عالم ﷺ کے لئے کہے گئے ہیں آپ کی محبت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

مجھے اس بات پر ہے فخر محمود
مرا معشوق محبوبِ خدا ہے
ہو اس کے نام پر قربان سب کچھ
کہ وہ شاہنشہِ ہر دو سرا ہے
اسی سے میرا دل پاتا ہے تسکیں
وہی آرام میری روح کا ہے
خدا کو اس سے مل کر ہم نے پایا
وہی اک راہِ دیں کا رہنما ہے

اسی طرح آپ کی مندرجہ ذیل تحریر بھی آپ کی آنحضرت ﷺ سے محبت پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے:

"نادان انسان ہم پر یہ الزام لگاتا ہے کہ مسیح موعودؑ کو نبی مان کر گویا ہم آنحضرت ﷺ کی ہتک کرتے ہیں۔ اُسے کسی کے دل کا حال کیا معلوم، اسے اس محبت اور پیار

اورعشق کا علم کس طرح ہو جو میرے دل کے ہر گوشہ میں محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے ہے وہ کیا جانے کہ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبّت میرے اندر کس طرح سرایت کر گئی ہے۔ وہ میری جان ہے۔ میرا دل ہے۔ میری مراد ہے۔ میرا مطلوب ہے۔ اُس کی غلامی میرے لئے عزت کا باعث ہے اور اس کی کفش برداری مجھے تخت شاہی سے بڑھ کر معلوم دیتی ہے۔ اس کے گھر کی جاروب کشی کے مقابلہ میں بادشاہت ہفت اقلیم ہیچ ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کا پیارا ہے پھر مَیں کیوں اس سے پیار نہ کروں۔ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے پھر مَیں اس سے کیوں محبّت نہ کروں۔ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب ہے پھر مَیں کیوں اس کا قرب نہ تلاش کروں میرا حال مسیح موعودؑ کے اس شعر کے مطابق ہے کہ

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

(حقیقۃ النبوۃ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 503)

قرآنِ مجید سے عشق

اسی طرح قرآنِ مجید سے آپ کو جو عشق تھا اور جس طرح آپ نے اس کی تفسیریں لکھ کر اس کی اشاعت کی وہ تاریخ احمدیت کا ایک روشن باب ہے۔ خدا تعالیٰ کی آپ کے متعلق پیشگوئی کہ کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ جن دنوں میں تفسیر کبیر لکھی نہ آرام کا خیال رہتا تھا نہ سونے کا نہ کھانے کا بس ایک دُھن تھی کہ کام ختم ہو جائے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد لکھنے بیٹھے ہیں تو کئی دفعہ ایسا ہوا کہ صبح کی اذان ہوگئی اور لکھتے چلے گئے۔ تفسیر صغیر تو لکھی ہی آپ نے بیماری کے پہلے حملہ کے بعد یعنی 1956ء میں۔ طبیعت کافی کمزور ہو چکی تھی۔ گو یورپ سے واپسی کے بعد صحت ایک حد تک بحال ہو چکی تھی۔ مگر پھر بھی کمزوری باقی تھی۔ ڈاکٹر کہتے تھے آرام کریں، فکر نہ کریں، زیادہ محنت نہ کریں، لیکن آپ کو ایک دُھن تھی کہ قرآن کے ترجمہ کا کام ختم ہو جائے۔ بعض دن صبح سے شام ہو جاتی اور لکھواتے رہتے۔ کبھی مجھ سے املاء کرواتے۔ مجھے گھر کا کام ہوتا تو مولوی یعقوب صاحب مرحوم کو ترجمہ لکھواتے رہے۔ آخری سورتیں لکھوا رہے تھے غالباً اُنتیسواں سیپارہ تھا یا آخری شروع ہو چکا تھا (ہم لوگ نخلہ میں تھے وہیں تفسیر صغیر مکمل ہوئی تھی) کہ مجھے بہت تیز بخار ہو گیا میرا دل چاہتا تھا کہ متواتر کئی دن سے مجھے ہی ترجمہ لکھوا رہے ہیں میرے ہاتھوں ہی یہ مقدس کام ختم ہو۔ مَیں بخار سے مجبور تھی اِن سے کہا کہ مَیں نے دوائی کھالی ہے آج یا کل بخار اتر جائے گا۔ دو دن آپ بھی آرام کرلیں آخری حصہ مجھ سے ہی لکھوائیں تا مَیں ثواب حاصل کرسکوں۔ نہیں مانے، کہ میری زندگی کا کیا اعتبار۔ تمہارے بخار اترنے کے انتظار میں اگر مجھے موت آجائے تو؟ سارا دن ترجمہ اور نوٹس لکھواتے رہے اور شام کے قریب تفسیر صغیر کا کام ختم ہوگیا۔

بے شک تفسیر کبیر مکمل قرآنِ مجید کی نہیں لکھی گئی۔ مگر جو علوم کا خزانہ ان جلدوں میں آپ چھوڑ گئے ہیں وہ اتنا زیادہ ہے کہ ہماری جماعت کے احباب ان کو پڑھیں ان سے فائدہ اُٹھائیں تو بڑے سے بڑا عالم اُن کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث، کو بقیہ پاروں کی تفسیر مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللّٰھم اٰمین۔

قرآنِ مجید کی تلاوت کا کوئی وقت مقرر نہ تھا جب بھی وقت ملا تلاوت کرلی۔ یہ نہیں کہ دن میں صرف ایک بار یا دو بار۔ عموماً یہ ہوتا تھا کہ صبح اُٹھ کر ناشتہ سے فارغ ہو کر ملاقاتوں کی اطلاع ہوئی آپ انتظار میں ٹہل رہے ہیں قرآنِ مجید ہاتھ میں ہے لوگ ملنے آگئے قرآنِ مجید رکھ دیا مل کر چلے گئے۔ پڑھنا شروع کر دیا۔ تین تین چار چار دن میں عموماً مَیں نے ختم کرتے دیکھا ہے۔ ہاں جب کام زیادہ ہوتا تھا تو زیادہ دن میں بھی۔ لیکن ایسا بھی ہوتا تھا کہ صبح سے قرآنِ مجید ہاتھ میں ہے ٹہل رہے ہیں اور ایک ورق بھی نہیں الٹا۔ دوسرے دن دیکھا تو پھر وہی صفحہ مَیں نے کہا کہ آپ کے ہاتھ میں قرآنِ مجید ہے لیکن آپ پڑھ نہیں رہے؟ تو فرماتے "ایک آیت پر اٹک گیا ہوں جب تک اس کے مطالب حل نہیں ہوتے آگے کس طرح چلوں''۔

ایک دفعہ یونہی خدا جانے مجھے کیا خیال آیا مَیں نے پوچھا کہ آپ نے کبھی موٹر بھی چلانی سیکھی؟ کہنے لگے ہاں ایک دفعہ کوشش کی تھی مگر اِس خیال سے ارادہ ترک کر دیا کہ ٹکر نہ ماردوں۔ ہاتھ پہیے (Steering Wheel) پر تھے اور دماغ قرآنِ مجید کی کسی آیت کی تفسیر میں اُلجھا ہوا تھا موٹر کیسے چلاتا۔

اکثر ایسا ہوتا کہ قرآنِ مجید پڑھتے پڑھتے کہنا اچھا بتاؤ اِس آیت کا کیا مطلب ہے! مَیں نے جو سمجھ آنی کہہ دینا یا کہہ دینا پتہ نہیں آپ بتائیں تو پھر کہنا کہ یہ نیا نکتہ سُوجھا ہے اور اِس آیت کے یہ نئے مطالب ذہن میں آئے ہیں۔ جب حضورؓ نے تفسیر کبیر کی سورۃ یونس سے سورۃ کہف تک والی تفسیر لکھی اور وہ پہلی جلد شائع ہوئی تو فرمانے لگے کہ اسے پڑھو مَیں تمہارا امتحان لوں گا۔ مَیں نے کہا اچھا لیکن یہ اتنی موٹی کتاب ہے اگلے سال امتحان لے لیں اتنا وقت تو یاد کرنے کے لئے چاہیے۔ کہنے لگے نہیں صرف ایک ماہ۔ اگر زیادہ مہلت دی تو تم کبھی بھی نہیں پڑھو گی یہ خیال ہوگا کہ چلو بڑا وقت پڑا ہے پڑھ لوں گی۔ پڑھنے کا یہ مطلب نہیں کہ زبانی یاد کرو۔ بلکہ شروع سے آخر تک بس پڑھ جاؤ۔ خود ہی ذہن نشین ہو جائے گا۔ جب مَیں نے بہت اصرار کیا تو کہنے لگے کہ اچھا ڈھائی (اڑھائی) مہینے۔ خیر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا ڈھائی (اڑھائی) ماہ میں مَیں نے اسے ختم کر لیا اور آپ نے زبانی دو تین سوال پوچھ کر میرا امتحان لیا اور اللہ تعالیٰ نے عزت بھی رکھ لی کہ جواب آگئے۔

عورتوں میں جب ہفتہ وار درس دیا کرتے تھے اس میں ایک یا دو دفعہ مجھے یاد ہے عورتوں کا امتحان بھی لیا تھا کثرت سے عورتوں نے امتحان دیا تھا اور پرچے دیکھ کر آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا تھا۔ ایک دفعہ سورہ مزمّل کا اور ایک دفعہ سورہ سبا کا۔ سورہ سبا کی اس آیت وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ (سبا:24) پر کئی دن درس جاری رہا تھا۔ شفاعت کا مسئلہ بہت تشریح سے بیان فرمایا تھا اور بعد میں اس حصہ میں سے امتحان لیا تھا جس میں صاحبزادی امۃ القیوم اوّل آئی تھیں۔

(الفضل 25 مارچ 1966ء)

وہ ایسا گُل تھا کہ ہر گُل کی نگہت اس کو حاصل تھی

(صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ سلمہا اللہ)

عجب محبوب تھا سب کی محبّت اس کو حاصل تھی
دلوں میں جڑ ہو جس کی وہ عقیدت اس کو حاصل تھی

ہیں سب یہ جانتے کہ کام معمولی نہ تھا اس کا
کہ مامورِ زمانہ کی نیابت اس کو حاصل تھی

اُسے قدرت نے خود اپنے ہی ہاتھوں سے سنوارا تھا
تھا جس کا شاہکار اس کی ضمانت اس کو حاصل تھی

علومِ ظاہری اور باطنی سے پُر تھا گر سینہ
تو میدانِ عمل میں خاص شہرت اس کو حاصل تھی

اُولوالعزم و جواں ہمت تھا وہ عالی گہر ایسا
زمانے بھر سے ٹکرانے کی ہمت اس کو حاصل تھی

رضا کے عطر سے ممسوح کر کے اُس کو بھیجا تھا
وہ ایسا گُل تھا کہ ہر گُل کی نگہت اس کو حاصل تھی

اُسے ملتا تھا جو بھی وہ اسی کا ہو کے رہ جاتا
کہ دل تسخیر کر لینے کی قوت اس کو حاصل تھی

اُٹھاتا تھا نظر اور دل کے اندر جھانک لیتا تھا
خدا کے فضل سے ایسی بصیرت اس کو حاصل تھی

خدا نے خود اسے ''فضلِ عمر'' کہہ کے پکارا تھا
عمرؓ سا دبدبہ ویسی ہی شوکت اس کو حاصل تھی

وہ نورِ آسمانی تھا زمیں پہ جو اتر آیا
کلمۃُ اللہ ہونے کی سعادت اس کو حاصل تھی

وجیہ و پاک لڑکے کی خدا نے خود خبر دی تھی
عجب رنگِ ذکا، شانِ وجاہت اس کو حاصل تھی

وہ ذہن و فہم کی جس کے خدا نے خود گواہی دی
ذہانت اس کو حاصل تھی، فراست اس کو حاصل تھی

''یہ ممکن ہے اسیروں کے جہاں میں رستگار آئیں''
کہاں وہ بات لیکن جو فضیلت اس کو حاصل تھی

جو نظروں کو جکڑ لے ایسی صورت کا وہ مالک تھا
دلوں کو کھینچ لے جو ایسی سیرت اس کو حاصل تھی

تبسم زیرِ لب، روشن جبیں، روئے گلاب آسا
جو یوسفؑ کو ملی تھی ایسی طلعت اس کو حاصل تھی

وہ اس کی زندگی کہ سعیٔ پیہم سے عبارت تھی
نہ دن کا چین، نہ شب کی فراغت اس کو حاصل تھی

ہجوم افکار کا، جہدِ مسلسل اور کٹھن راہیں
مگر پھر بھی طبیعت کی بشاشت اس کو حاصل تھی

نظیرِ حسن و احسانِ مسیح و مہدیٔ دوراں
تھا جس کی ذریّت اس کی شباہت اس کو حاصل تھی

مصائب سے وہ کھیلا اور طوفانوں سے ٹکرایا
نہ اس کے عزم میں اور حوصلے میں لیک فرق آیا

الٰہی روح پہ اس کی سدا نوروں کی بارش ہو
جماعت پہ بھی اس کی تیرے فضلوں کا رہے سایہ

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

تحریکِ جدید اور اس کے دوررَس نتائج

جادو کی چھڑی

محترم سیّد میر محمد احمد صاحب مرحوم ابن حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ

آج ایک پرانی بات یاد آگئی جو نہ صرف دلچسپ ہے بلکہ موجب ازدیادِ ایمان بھی ہے۔

’’اس بات کا تعلق 1970ء کے پاکستان کے الیکشن کے زمانے سے ہے۔ ان دنوں مرحوم مولانا کوثر نیازی صاحب میرے دوست تھے دوستی کی وجہ یہ بنی تھی کہ اس زمانے میں خاکسار لاہور میں ایک مشروب ساز کمپنی کا مینیجنگ ڈائریکٹر تھا اور مولانا کوثر نیازی صاحب شہر لاہور کے مشروب فروخت کرنے والے کھوکھوں (Beverage Outlets) کے ٹریڈ یونین کے صدر تھے۔ اپنی مشروبات کے بزنس کو فروغ دینے کی جدوجہد میں ہم دونوں ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور اسی زمانے میں ایک تیسرے صاحب مکرمی مسعود (عرف مسعود کھدر پوش) بھی ہم دونوں کے دوست بن گئے۔

مسعود کھدر پوش آئی سی ایس کیڈر (I.C.S.Cader) کے افسر تھے اور اس زمانے میں وہ پنجاب گورنمنٹ کے محکمہ اوقاف کے سیکرٹری تھے۔ چونکہ ان کی سوچ ’’بائیں بازو‘‘ والی تھی اس لئے 1970ء کے الیکشن سے پہلے ان کی سوچ اور عمل دونوں اس جانب مائل تھے کہ کسی طرح سے بھی ہونے والے الیکشن میں پاکستان پیپلز پارٹی (PPP) جیت جاوے کیونکہ PPP کا اس وقت کا نعرہ ’’روٹی، کپڑا، مکان‘‘ انہیں بہت بھاتا تھا۔ مسعود کھدر پوش جنگ عظیم دوم سے چند سال پہلے جب آئی سی ایس کے امتحان کی تیاری کے لئے انگلستان میں مقیم تھے تو وہاں ان کی واقفیت (اور میل ملاپ) حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ) سے تھی، (یاد رہے کہ اس زمانہ میں حضور آکسفورڈ یونیورسٹی کے طالب علم تھے) اور اسی طرح صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سے بھی جو خود بھی آئی سی ایس کے افسر بنے اور پاکستان میں ایک لمبی اور کامیاب سروس کے بعد ورلڈ بینک (واشنگٹن) کے ڈائریکٹر بنے اور وہاں سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ کئی سال جماعت احمدیہ امریکہ کے کامیاب امیر جماعت رہے۔ جہاں آپ نے جولائی 2002ء میں وفات پائی۔

1970ء کے الیکشن سے پہلے مولانا کوثر نیازی صاحب و مسعود کھدر پوش اور خاکسار نے مل کر بہت سے کام کئے۔ کام کے دوران فرصت کے اوقات میں حالات حاضرہ پر تبادلہ خیال بھی ہوتا تھا۔

پھر ایک دن کہنے لگے کہ مَیں 1934ء میں مجلس احرار کا پُرجوش ممبر تھا اور بیان کیا کہ مَیں بھی قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے والے مجلسِ احرار کے اس تاریخی جلسے میں شمولیت کے لئے قادیان گیا تھا یہ بھی کہا کہ اس

زمانے میں مجلسِ احرار ایک مضبوط اور بے حد مقبول پولیٹیکل پارٹی تھی اور اس وجہ سے ہمیں پورا یقین تھا کہ پنجاب کے آئندہ ہونے والے الیکشن میں ہم اتنی واضح اکثریت حاصل کر لیں گے کہ پنجاب کی حکومت کے سب اداروں پر ہمارا کنٹرول ہو جاوے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یقین تھا کہ اس طرح مجلس احرار مرزائیت کا خاتمہ کر دے گی۔

پھر کہا کہ ہمارے قادیان والے 1934ء کے جلسہ کے بعد جب آپ کے حضرت صاحب نے یہ اعلان کیا کہ مَیں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی دیکھ رہا ہوں تو ہم اپنی پارٹی کی میٹنگز میں بہت ہنسے کیونکہ ہمیں آپ کے حضرت صاحب کی یہ بات دور از قیاس لگی مگر کچھ عرصہ بعد ہی ہم (مجلسِ احرار) سے ایک شدید سیاسی غلطی سرزد ہو گئی اور سچ مچ زمین ہمارے پیروں کے نیچے سے نکل گئی۔ ہوا ایسے کہ مجلس شہید گنج والے معاملہ میں جو پالیسی اور راہ ہم نے اختیار کی وہ پنجاب کے مسلمانوں کو کسی صورت میں قابلِ قبول نہ تھی اور اس وجہ سے پنجاب کا تقریباً سارا مسلمان معاشرہ ہمارے خلاف ہو گیا اور اس وجہ سے ہم اس الیکشن میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

پھر دوسری بات یہ ہوئی کہ آپ کے حضرت صاحب نے ایک جادو کی چھڑی نکالی اور جادو کی چھڑی سے انہوں نے مجلسِ احرار کو سخت زَک پہنچائی۔ مَیں نے پوچھا کہ وہ جادو کی چھڑی کیا تھی؟ کہنے لگے ''تحریکِ جدید'' پھر کہا کہ شاید اس زمانے میں آپ چھوٹے تھے۔ اس لئے آپ کو یاد نہ ہو کہ جماعت احمدیہ اس وقت ایک چھوٹی سی غریب جماعت تھی۔ اس کے پاس ترقی کرنے کے لئے نہ تو کافی مالی وسائل تھے اور نہ ہی مناسب تعداد میں اعلیٰ علم والے اور اعلیٰ انتظامی قابلیت رکھنے والے افراد۔ اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے آپ کے حضرت صاحب نے فوراً ایک جامع پروگرام/لائحہ عمل اپنی جماعت کو پیش کیا۔ اس سکیم سے ایک جانب تو انہوں نے اپنی ساری جماعت کو بہت ہی سادہ زندگی گزارنے کے لئے ایک ایسے پُرجوش طریقے سے ایسا مائل کیا کہ جماعت احمدیہ کے تقریباً سب ہی گھرانے اتنی سادہ زندگی گزارنے لگے کہ وہ لوگ بھی جن کا پہلے اپنی آمد میں گھر کا خرچ بھی پورا نہیں ہوتا اب اس سادہ زندگی گزارنے کی وجہ سے پیسے بچانے لگ گئے اور یہ بچائی ہوئی رقوم انہوں نے آپ کی جماعت کو چندے کی صورت میں دینی شروع کر دی اس طرح ایک دو سال کے عرصہ میں ہی آپ کی جماعت کے پاس اتنے فنڈز ہو گئے جن سے آپ کے حضرت صاحب نے ہمارے خلاف بہت سا لٹریچر پھیلا کر ہمیں کمزور کر دیا۔ اس سادہ زندگی کے پروگرام کے ساتھ ساتھ آپ کے حضرت صاحب نے ایک علمی، اخلاقی اور انتظامی تربیت کا ایسا پُرزور پروگرام ترتیب دیا کہ چند سالوں میں ہی انہوں نے اپنی کمزور اور غریب جماعت میں سے ہی ایک تربیت یافتہ مضبوط لشکر پیدا کر دیا اور اس لشکر نے ہمیں ہر فرنٹ پر شکست دے دی۔ یہ تھی وہ جادو کی چھڑی (تحریکِ جدید) جس کے بعد ہم پنجاب کی سیاست کے میدان میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔

پھر اس واضح کامیابی کے بعد آپ کے حضرت صاحب نے اس جادو کی چھڑی کو اور لمبا کیا اور اس سے سب سے زیادہ اور بڑا فائدہ یہ اٹھایا کہ انہوں نے دنیا کے کئی ملکوں میں اپنے مشن قائم کر دیئے۔ جس کی وجہ سے جماعت احمدیہ ایک کمزور سی لوکل جماعت سے ترقی کر کے پہلے ایک نیشنل جماعت بنی اور پھر ایک انٹرنیشنل جماعت بن گئی۔

آج اسی مضمون کو لکھتے ہوئے مَیں سوچ رہا تھا کہ جو بات مسعود کھدر پوش صاحب کو سب سے پہلے بیان کرنی چاہیے تھی وہ حضورؓ کی بے مثال قیادت کی قابلیت تھی جو جماعت احمدیہ کی ترقی کا اصل راز تھا۔

یہاں یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ کی بے مثال قیادت نے نہ صرف فتنہ احرار کے زمانے میں ہی جماعت احمدیہ کی لاجواب قیادت کی بلکہ اس کے بعد جنگ عظیم دوم کے پانچ سالہ عرصہ میں بہت سی سکیموں سے جماعت احمدیہ کے افراد اور ان کے اموال کو صحیح راستوں پر لگا کر اس طرح بھی جماعت کو بہت مضبوط بنایا۔ حالانکہ اس جنگ کے دوران بھی بہت سے عوامل اور دشمن جماعت کو کمزور کرنے کی پوری پوری کوشش کرتے رہتے تھے۔

پھر 1945ء سے 1947ء کے دو سال ایسے گزرے جب ہندوستان کی متوقع آزادی کی وجہ سے سارا ملک ہی ایک سیاسی گڑھ بن گیا تھا جس کے دوران حضورؓ نے جماعت کو اور قادیان کو محفوظ کرنے کے لئے بہت سے انتظامات کئے مگر اگست 1947ء میں اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی کسی چھپی ہوئی تقدیر سے قادیان پاکستان میں آنے کی بجائے ہندوستان میں چلا گیا تو اچانک ایک خطرناک صورتحال پیدا ہو گئی۔ مگر اس مشکل ترین زمانے میں بھی حضور نے بے شمار ایسے انتظامات کئے اور اس وجہ سے اس غدر کے زمانے میں بھی جماعت احمدیہ کے افراد اتنے زیادہ شہید نہیں ہوئے جتنے اور جگہوں میں دوسرے لوگ۔

اس کے ساتھ قادیان کی پوری آبادی کو مکمل ڈسپلن اور حفاظت سے پاکستان لانے کا انتظام کرنا اور پھر انہیں پاکستان میں بسانے کے طور طریقے میں ان کی معاونت کرنا۔ پھر اس کے ساتھ جماعت احمدیہ کا عارضی مرکز لاہور میں قائم کرنا اور ساری جماعت کو وہاں سے کنٹرول کرنا۔ پھر مجوزہ نئے مرکز (جو بعد میں ربوہ کہلایا) کے لئے جگہیں ڈھونڈنا اور پھر نئے مرکز کی جگہ کے بارے بے حد مشکل فیصلہ کرنا (کیونکہ اس کی بابت گورنمنٹ کی فائلوں میں بھی لکھا تھا کہ یہ انسانوں کے بسنے کے قابل نہیں ہے) مگر کوشش اور محنت سے ہی اس ناقابل رہائش جگہ میں ایک بالکل نیا اور ماڈرن شہر بنا لینا ایک عام قسم کے لیڈر کا کام نہیں تھا اور پھر ساری دنیا کی احمدی جماعتوں کو اس بیابان بستی سے کنٹرول کر لینا یہ اسی عظیم لیڈر کا ہی کام تھا اور وہاں بھی یہی جادو کی چھڑی ''تحریکِ جدید'' ہی کام آتی تھی۔

بہت غور و فکر کے بعد خاکسار نے پچھلے چالیس سال کے دنیا کے پولیٹیکل اور مالی حالات کو اپنے ذہن میں خوب گھما پھرا کر ان کا تجزیہ کیا تو یہ نتیجہ نکلا کہ پچھلی نصف صدی میں جہاں کہیں بھی کسی قوم کو اچھی اور قابل قیادت نصیب ہوئی اور اس قیادت نے اپنی قوم کو ذِلّت کے گڑھوں سے نکال کر ترقی کی راہوں پر گامزن کرنے میں

کامیابی حاصل کی تو انہوں نے بھی ''تحریکِ جدید'' نما پلان سے ہی ایسا ممکن بنایا۔ اس کی تازہ ترین مثال اسی زمانے میں چین کی ہے جہاں ماؤزے تنگ اور ان کی ٹیم نے نصف صدی کے عرصہ میں ہی ایک افیم زدہ قوم کو ایک سپر پاور بنا دیا۔

تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ آج سے کئی صدیاں پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام اگرچہ اپنی قوم (یعنی بنی اسرائیل) کو فرعون مصر سے بچا کر وادی سینا (کنعان) تک تو لے گئے مگر وہاں پہنچ کر وہ گری پڑی قوم فلسطین کو فتح کرنے کی ہمّت نہ دکھا سکی۔ جس کی وجہ سے انہیں 40 سال تک وادی ایمن یعنی فلسطین کے جنوب میں واقع ایک غیر آباد صحرائی علاقے میں ہی کیمپوں (Camps) میں لمبا عرصہ گزارنا پڑا۔ ایک جانب تو وہ اتنے بے ہمّت تھے کہ وہ فلسطین کو فتح کرنے کے خیال سے بھی ہچکچاتے تھے مگر دوسری جانب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اعلیٰ غذا کا مطالبہ بار بار کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کے اس اعلیٰ غذا کے مطالبہ کو کبھی بھی منظور نہیں کیا بلکہ تحریکِ جدید والا ایک کھانا اور وہ بھی بالکل سادہ کے علاوہ انہیں کچھ بھی زائد کھانے کی اجازت نہ دی۔ افسوس اس بات کا ہے کہ اس قوم کو فاتح کا لقب پانے میں چالیس برس لگ گئے اور زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ اس عرصہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے اور آپ فتح فلسطین کو اپنی زندگی میں دیکھ نہ پائے۔ مگر جب ان چالیس سال کے دوران ہجرت کرنے والے افراد آہستہ آہستہ وفات پا گئے اور وہ نئی نسل بڑی ہوئی جو وادی سینا کے صحرا کے کیمپوں میں ہی پیدا ہوئی تھی اور بچپن سے ہی انہوں نے سخت قسم کی (دنیاوی لذّات سے عاری) زندگی گزاری تھی اور اس وجہ سے وہ سخت جان اور بہادر بن گئے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان نوجوانوں نے (قریباً! بغیر کسی بڑی جنگ کے) فلسطین کو فتح کر لیا اور اس پر قابض ہو گئے اور وہاں کے حاکم بن گئے۔

فیلڈ مارشل منٹگمری (جنہوں نے برٹش افواج کی جنگ عظیم دوم میں اعلیٰ فوجی لیڈر شپ کی وجہ سے شہرت پائی) اپنی کتاب (قیادت Path to Leadership) میں لکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا وادی ایمن (کنعان) پہنچنے کے بعد المیہ یہ تھا کہ اگرچہ فرعون کی فوج سے تو سمندر پار کرتے وقت معجزانہ طور پر بچ گئے تھے مگر چونکہ مصر میں بنی اسرائیل قوم نے کئی صدیاں غلامی کی گزاری تھیں اس وجہ سے ان میں زندہ اور بہادر قوموں والی کوئی بھی خوبی باقی نہیں رہی تھی وہ نہ ہمت والے رہے تھے اور نہ ہی عزم والے اور نہ ہی ان میں فاتح اور کامیاب قوموں والی کوئی بھی خوبی باقی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ ایک عظیم لیڈر تھے اس لئے وہ اپنی قوم کی کمزوریوں کو جانتے تھے اس لئے ان کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے آپ نے ساری قوم کو فوج نما کیمپوں میں رکھا۔ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے سب کے کیمپوں کو الگ الگ اس لئے بنایا تا کہ ہر قبیلہ اپنے اپنے قائد اعلیٰ کی ماتحتی میں روزمرہ کے تربیتی پروگرام پر عمل کرتا رہے اور آپس میں دوسرے قبیلے والوں سے کوئی تنازعہ نہ ہو۔ نیز آپ نے اپنی قوم کو اس علاقہ کی زمین پر زراعت کرنے کی اجازت نہ دی اس لئے کہ اگر وہ وہاں زراعت شروع کر دیتے تو آہستہ آہستہ اپنے اصلی مشن یعنی فتح فلسطین کو بھول جاتے اس طرح آپ نے ساری قوم کو بالکل سادہ کھانے پر رکھا اور انہیں اس علاقے کی گندم اور دوسری زرعی اجناس کو استعمال کرنے سے بھی منع کر دیا صرف خود شکار کر کے پرندے، خرگوش یا ہرن وغیرہ مار کر کھانے کی اجازت دی۔

دوسری جانب آپ کی ساری قوم کی یہ خواہش تھی کہ دوسری قوموں کی طرح ان کے پاس کوئی قومی نشان (Symbol) ہو مگر اس بات کی اجازت بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں نہ دی تا کہ وہ ایک نقّال قوم نہ بن جاویں۔ مگر ایک بار جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی پوری قوم کو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی سپرداری میں چھوڑ کر چالیس دن کے لئے خصوصی عبادت کے لئے پہاڑ پر چلے گئے تو آپ کی قوم نے آپ کی غیر موجودگی میں حضرت ہارون علیہ السلام کی زندگی عذاب کر دی اور اپنی سابقہ ڈیمانڈز پر اتنا زور دیا کہ قومی نشان والی بات کو منوانے کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام کو مجبور کر دیا جب چالیس دن کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام لَوٹے تو آپ یہ دیکھ کر حیران و پریشان ہو گئے کہ ان کی غیر حاضری کے دوران ان کی قوم نے اپنے لئے ایک قومی نشان بصورت ایک صفرائی رنگ کی گائے کا بچھڑا بنا رکھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ دیکھ کر نہ صرف بے حد ناراض ہوئے بلکہ اپنے بھائی کو بھی بہت ڈانٹا پھر آپ نے اپنی قوم کو بار بار سمجھا کر انہی سے ہی اس صفرائی رنگ کے بچھڑے کو ذبح کروایا اور اس طرح یہ معاملہ رفع دفع ہوا۔

مگر دوسری جانب جو بنی اسرائیل کے بچے ہجرت کے بعد اس صحرا میں پیدا ہوئے تھے جب وہ بڑے ہوئے تو چونکہ وہ بچپن ہی سے ایک سخت زندگی کے عادی تھے اس لئے ان میں آہستہ آہستہ فاتح قوموں والی خوبیاں پیدا ہو گئیں اور جرأت والے بھی بن گئے بہادر بھی بن گئے اور ان میں تحمّل بھی پیدا ہو گیا اور ذہنی اور جسمانی توانائی بھی پیدا ہو گئی اس لئے جتنے عرصہ میں نئی نسل جوانی تک پہنچی اور ساتھ ساتھ پرانی اور بوڑھی نسل جو بالکل ہی نالائق اور ناکارہ ثابت ہو چکی تھی ختم ہو گئی یعنی جب پرانی نسل کے بوڑھے فوت ہو گئے تو پھر نوجوان نسل نے فلسطین کو ایک معمولی سی جنگ کے بعد فتح کر لیا۔

اب آپ تیزی سے دو ہزار سال آگے بڑھیں جب ملک عرب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا قریباً چالیس برس کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرعی نبوت عطا کی اور ساتھ ساتھ آپ کو تمام نبیوں کا سردار یعنی خاتم النبیّین بھی بنایا۔ اسی زمانے میں ملک عرب پر کوئی باہر کی قوم حاکم نہ تھی اور اس وقت عرب قوم اپنے کلچر کے لحاظ سے نہ صرف ایک متحرک قوم تھی بلکہ معاشی اور ایسی ہی دیگر مشکلات کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتی تھی۔ ہزاروں میل کے تجارتی سفر کرنا ان کا معمول تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے بچپن میں ایک بار اپنے دادا کے ساتھ ایک ایسے ہی تجارتی سفر پر گئے تھے اور حضرت خدیجہؓ سے شادی سے کچھ عرصہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کے

ایک تجارتی قافلے کے انچارج بن کر ملک شام بھی گئے تھے اور اس زمانے میں ساری عرب قوم آپ کو ایک بہترین فرد اور امین کے لقب سے پکارتی تھی۔ مگر اسلام کے آتے ہی تمام قوم آپ کی سخت دشمن ہو گئی اور اس شدید دشمنی میں آپ کے لئے اتنی سخت مشکلات پیدا کر دیں کہ مجبور ہو کر آنحضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ مگر اس پر بھی قریش مکہ کی قیادت نے آپ کا پیچھا نہ چھوڑا اور ان سب نے مل کر آنحضرت ﷺ اور مدینہ میں رہائشی مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے کئی بار مدینہ پر فوجی حملے کئے جن میں قریباً ہر بار اسلام دشمن افواج کو یا تو شکست ہوئی اور یا انہیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی اور آہستہ آہستہ اسلام کا پلہ بھاری ہونا شروع ہو گیا اور بالآخر ہجرت کے صرف دس سال کے بعد آنحضرت ﷺ نے دس ہزار کی اسلامی فوج سے مکہ پر بغیر جنگ لڑے ہی مکہ والوں پر مکمل فتح پالی اور اس کے بعد قریباً تمام ہی قریش مکہ کے قبائل آنحضرت ﷺ کی غلامی میں آگئے۔ ان حالات کے بعد چونکہ عرب قوم میں سختیاں برداشت کرنے کی عرصہ سے عادت تھی اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بے حد متحرک بھی تھے۔ اس لئے ان کے لئے اب اسلام کے پیغام کو بھی دور تک جا کر پہنچا دینا کوئی مشکل کام نہ تھا اس لئے آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اور بعد میں خلفاء راشدین کے زمانے میں ہی اس قوم نے اسلام کے پیغام اور تعلیم کو نہ صرف سارے مشرق وسطیٰ میں پہنچا دیا اور پھیلا دیا بلکہ اگلی نصف صدی میں انہوں نے یہ پیغام ایک طرف سپین تک اور دوسری طرف انڈونیشیا تک بھی پہنچا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے مقابلہ میں عرب قوم کو چالیس سال کا انتظار نہیں کرنا پڑا مگر یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ عرب قوم کی لاتعداد خوبیوں سے زیادہ ان کامیابیوں میں آنحضرتؐ کی قوتِ قدسیہ اور آپ ﷺ کی لاجواب اور مثالی قیادت کا بھی بے حد دخل تھا۔ تاریخ یہ کہتی ہے کہ دنیا میں کوئی نیا مذہب اور اس کی تعلیم اتنی تیزی سے (دنیا کی ہسٹری میں) پہلے کبھی نہیں پھیلی جتنی تیزی سے اسلام کی تعلیم پھیلی۔

اب چودہ سو سال اور آگے چلیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود کو دینِ حق کی نشأۃ ثانیہ کے لئے مامور کیا گیا دیگر بہت بڑی بڑی اصلاحوں کے علاوہ آپ کا عظیم ترین کام اور خلافت کو مستقل طور پر اس دنیا میں قائم کرنا تھا۔ آپ نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے رسالہ الوصیت کے ذریعہ اپنے بعد نہ صرف ''خلافتِ احمدیہ'' کو ایک مستقل ادارہ کے طور پر قائم کرنے کا پروگرام جماعت احمدیہ کو دیا بلکہ اس کے ساتھ منسلک ''نظام وصیت'' کو بھی ایک مستقل ادارہ بنا دیا۔ ہر غور کرنے والا آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ دونوں نظام اصل میں ایک دوسرے سے مخلوط ہیں یعنی ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتے اور ان دونوں اداروں کی وجہ سے ہی جماعت احمدیہ نہ صرف پچھلے ایک سو برس سے اس دنیا میں قائم ہے بلکہ روز بروز تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔

جماعت احمدیہ کے ساری دنیا میں روز بروز ترقی اور مضبوط ہونے میں سے بڑا رول خلافت احمدیہ کا ہے اس ترقی کو تیزی سے بڑھانے کے لئے ضروری ہے کہ اوّل جماعت کے پاس بہت بڑی تعداد میں ہنرمند، لائق، تعلیم یافتہ اور اعلیٰ کردار والے افراد موجود ہوں اور دوسری طرف نہ صرف بہت سے مالی فنڈز موجود ہوں اور جن میں اضافے کا سسٹم ایسا ہو کہ جوں جوں جماعت بڑھے اسی حساب سے مالی فنڈز بھی ساتھ ساتھ بڑھتے جاویں۔

مگر اس بات کا ہونا بھی ضروری ہے کہ اس ترقی کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کے تمام کارکنان کی تربیت کے نظام کو بھی مستقل طور پر آگے بڑھانے کے لئے بھی ایک مستقل نظام ہو۔ یہی وہ ضرورت ہے جس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آج[1] سے 27 سال پہلے تحریک ''وقفِ نَو'' کی بنیاد ڈالی اور کچھ عرصہ بعد یہ خواہش بھی کی کہ اس تحریک کو کامیاب کرنے کے لئے آئندہ چند سالوں میں جماعت احمدیہ کو کم از کم پانچ ہزار نئے نوجوان اعلیٰ تربیت شدہ کارکن مہیا ہو جاویں۔

جب ''تحریک وقفِ نَو'' کے زیرِ تربیت بچے بڑے ہو کر جماعت احمدیہ کے مختلف اداروں میں کام کرنے لگ جائیں گے اور ان کی موجودہ جماعتی اداروں میں اکثریت ہو جاوے گی تو جماعت احمدیہ کے مختلف ادارے اتنی تیزی سے شاندار کارنامے انجام دیں گے کہ دیکھنے والوں کو ایسا لگے گا کہ راکٹ چلنے والا جہاز بے حد تیزی سے آسمان کی جانب بڑھ رہا ہے۔ یہ بات مَیں اس لئے پورے وثوق سے لکھ رہا ہوں کیونکہ میرے علم کے مطابق تحریک وقفِ نَو کا تربیتی پروگرام بہت شاندار ہے۔

تحریک وقفِ نَو کے ٹریننگ پروگرام میں عمومی تعلیم، پروفیشنل تعلیم اور دینی تعلیم کے علاوہ بہت زور اخلاق اور کردار سازی کی جانب ہے۔ مثلاً ذاتی صفائی، سچ سے محبّت، سخت جانی، امانت دیانت، تحمّل، لطافت، غصہ کنٹرول، وفا، شگفتگی، مزاج، قناعت پسندی وغیرہ وغیرہ۔ اس کے ساتھ ساتھ جھوٹ سے نفرت و ترش روی، بھونڈا پن اور انتقام لینے والی عادت سے پرہیز کی تعلیم بھی پُرزور طریقوں سے دی جاتی ہے۔

آخر میں خاکسار یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ میری ناقص رائے میں ''صفرانی رنگ کا بچھڑا'' سے مراد سونا یعنی گولڈ ہے جس کا بدل آجکل امریکن ڈالر ہے اور ''تحریکِ جدید'' کا سب سے ضروری مطالبہ کہ سادہ زندگی بسر کرو ''سادہ اور ایک کھانا کھاؤ'' کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف آپ کے اخراجات کم ہوں بلکہ آپ زیادہ دیر تک سو نہ سکیں اور نیند آپ پر ایسا غلبہ حاصل نہ کر سکے تاکہ آپ ضروری عبادات اور سخت محنت میں لمبا عرصہ مشغول رہ سکیں۔ کیونکہ لمبی اور غیر ضروری نیند بھی نفس کو کمزور کرنے والی چیز ہے۔ اس لئے تحریکِ جدید کے مطابق ہمیں اپنے نفس کو کمزور کرنے والی دونوں چیزوں یعنی سونا (گولڈ) کی غیر معمولی محبّت سے اور سونا (کثرت نیند) کی عادت سے کسی حد تک پرہیز کرنا ہوگا۔ یعنی ان دونوں کو اعتدال میں رکھنا ہوگا۔

1- یہ مضمون 2014ء میں لکھا گیا تھا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدبّرانہ صلاحیتیں

(مکرم مولانا شمشاد احمد قمر صاحب، پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)

دنیا میں اربوں انسان جنم لیتے ہیں اور زندگی کی بہاریں دیکھ کر دنیا چھوڑ جاتے ہیں۔ گردش زمانہ ان کا نام ونشان مٹا دیتی ہے۔ البتہ کچھ ہستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جو خود تو دنیا سے رخصت ہو جاتی ہیں لیکن اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت ایسے نشان چھوڑ جاتی ہیں جنہیں دنیا مٹانے کی کوشش بھی کرے تو ناکام رہتی ہے۔ ان عظیم ہستیوں میں سے ایک حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

مدبّر اللہ کی ذات ہے اور اس کے بعد وہ ہستیاں جو تجلیّاتِ الٰہیہ کی مظہر ہوتی ہیں یعنی انبیاء کرام اور خلفاء کرام وصلحائے امّت ہیں جو اللہ کی صفت مدبّر سے حصّہ پاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ (السجدۃ:6) ترجمہ وہ (اللہ) فیصلے کو تدبیر کے ساتھ آسمان سے زمین کی طرف اتارتا ہے، پھر وہ ایک ایسے دن میں اس کی طرف عروج کرتا ہے جو تمہاری گنتی کے لحاظ سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے اس تدبیر کے آسمان سے زمین پہ نافذ ہونے کا زمانہ اس طرح بیان فرمایا کہ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ کہ بہترین صدی وہ ہے جس میں میں خود ہوں۔ پھر اس کے ساتھ والی اور پھر اس کے ساتھ والی۔ یعنی تین صدیوں تک اللہ کی آسمانی تدبیر کا فیصلہ نافذ ہوگا۔ پھر اگلا ایک ہزار سال کا زمانہ روحانیت کے اُٹھ جانے کا زمانہ ہوگا۔ اس کے بعد پھر ایک نیا دور شروع ہو جائے گا جو آخرین کا دور ہو گا۔ اور آسمان سے اللہ کے فیصلوں کی تدبیر کا دوبارہ نفاذ شروع ہو جائے گا۔ پھر وَآخَرِينَ مِنْهُمْ (الجمعہ) کے مطابق مثیلِ محمد ﷺ اُس مدبّر خدا کے فیصلوں کو نافذ کرنے کا آغاز کرے گا۔ اور اس مثیل کے بارے میں پہلے انبیاء وصلحاء نے پیشگوئی کی تھی کہ اس کے بعد اس کا بیٹا اس کا کام جاری رکھے گا۔ جن کے عین مطابق

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موعود بیٹے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان فرمایا:

''مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا...... وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا، وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے...... فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْآخِرِ، مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا''

(اشتہار 20 فروری 1886ء، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 100 تا 102)

تو گویا اللہ تعالیٰ نے اس عظیم بیٹے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تفصیل سے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ نبی تو نہ ہوگا لیکن فنافی اللہ ہونے کے باعث اللہ اور اس کے رسول کے رنگ میں رنگین، اُس کی صفات کا حامل اور اس کی طرف سے مدبّرانہ صلاحیتوں سے مزیّن کیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی آپ کی مدبّرانہ صلاحیتوں کی عکاس ہے۔

پیشگوئیوں کے مطابق مستقبل میں جماعت کی ترقی اور استحکام کے لئے اللہ تعالیٰ اس موعود بیٹے سے کام لینا چاہتا تھا۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے اسے دین اسلام کا فہم اور اعلیٰ درجہ کی فراست عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ قرآن و حدیث سے انبیاء و خلفاء کے حالات و واقعات اور مختلف اقوام کا اپنے انبیاء سے رویّہ اور مومنین و منکرین سے خدا تعالیٰ کے سلوک کے اور اسی طرح مختلف علوم جن کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا، ان سب کا نہایت عمیق نظر سے جائزہ لیتے اور انہیں کی روشنی میں آئندہ کا لائحہ عمل تیار فرماتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جسمانی و روحانی قربت نے بھی آپ کی تربیت میں ایک اعلیٰ کردار ادا کیا۔ کم عمری سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقاریر، مکتوبات، اشتہارات، تصانیف اور جماعت کے قیام و انتظام کا مشاہدہ فرماتے رہے۔ دنیاوی طور پر اگرچہ بمشکل آٹھ جماعتیں پاس تھے لیکن اس کے باوجود آپؓ کا علم اور فہم و تدبّر اس بات کا مونہہ بولتا ثبوت تھا کہ آپ کی تعلیم میں کسی دنیوی استاد کا نہیں بلکہ اُس تقدیرِ ازلی کا ہاتھ پوشیدہ ہے جس کے ارادے ردّ نہیں کئے جاسکتے۔ یہی وہ چیز تھی جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف ''الوصیت'' میں اشارہ فرمایا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

''خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریّت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا بھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے''۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 306، حاشیہ)

چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ کی صلاحیتوں کا اظہار آپ کی ابتدائی عمر سے ہی ہونے لگا تھا جس پر آپ کے سپرد کی جانے والی حسب ذیل ذمہ داریوں سے ہوتا ہے:

1۔ جنوری 1906ء میں جب آپ کی عمر سترہ سال تھی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کی مدبّرانہ صلاحیتوں کے پیش نظر آپؓ کو صدر انجمن احمدیہ کی مجلس معتمدین کا ممبر نامزد فرمایا۔

2۔ آپؓ نے جلسہ سالانہ 1906ء کے موقع پر پہلی مرتبہ شرک کے ردّ کے بارے میں ''چشمۂ توحید'' کے عنوان سے ایک زبردست تقریر فرمائی۔ اس کے بارہ جلیل القدر صحابی حضرت قاضی ظہور الدین اکمل صاحبؓ نے حسب ذیل تبصرہ فرمایا:

''برج نبوّت کا روشن ستارہ، اوج رسالت کا درخشندہ گوہر محمود سلمہ اللہ الودود شرک پر تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا۔ مَیں ان کی تقریر خاص توجہ سے سنتا رہا۔ کیا بتاؤں، فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو پورے زور سے بہہ رہا تھا۔ واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں''۔

(الحکم 10 جنوری 1907ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 122)

3۔ آپ ابھی سترہ سال کے تھے کہ آپ کی مدبّرانہ طبیعت کو نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک رسالے کی ضرورت محسوس ہوئی جسے آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منظوری سے جاری کیا اور کم عمری کے باوجود آپؓ کو ہی حضورؑ نے رسالے کا ایڈیٹر مقرر فرمایا۔ اس رسالے میں شائع ہونے والے مواد سے آپؓ کی اعلیٰ علمی سوچ اور تدبّر کی عکاسی ہوتی ہے۔ حتّٰی کہ مولوی محمد علی صاحب بھی (جو بعد میں مخالف ہوگئے) لکھتے ہیں کہ

''اس رسالے کے ایڈیٹر مرزا بشیر الدین محمود احمد حضرت اقدس کے صاحبزادہ ہیں۔ پہلے نمبر میں چودہ صفحوں کا ایک انٹروڈکشن ان کی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ جماعت تو اس مضمون کو پڑھے گی مگر میں اس مضمون کو مخالفین سلسلہ کے سامنے بطور ایک بیّن دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے''۔

(ریویو آف ریلیجنز مارچ 1906ء، جلد 5 نمبر 3 صفحہ 118-117، بحوالہ انوار العلوم جلد 6 صفحہ 118)

4۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جس جماعت کی بنیاد رکھی، وہ جماعت ابھی پوری طرح سنبھل بھی نہ پائی تھی کہ حضور علیہ السلام کی وفات ہوگئی جو اس نوزائیدہ جماعت کے لئے ایک زلزلہ سے کم نہ تھی۔ دل مغموم اور چہرے افسردہ تھے۔ اس وقت اس بطل جلیلؓ کو اسلام و احمدیت کے مستقبل کا فکر دامن گیر تھا اور اس نازک وقت وہ اپنے والد ماجد کی میّت کے سرہانے کھڑے ہو کر خدا سے عہد کرتا ہے کہ

''اے خدا! مَیں تجھے حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے، میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا''۔

(سوانح فضل عمر، جلد اوّل، صفحہ 179-178)

5۔بعض منافقانہ باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر ان کا بروقت سدّباب نہ کیا جائے تو بہت زیادہ نقصان کا اندیشہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی سے ہی ایسے فتنوں پہ نظر رکھے ہوئے تھے۔

6۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد پیشگوئیوں کے مطابق خلافت کا قیام ہوا تو منکرین ومنافقین حسد اور غیظ وغضب کی آگ میں جلتے ہوئے پیچ وتاب کھانے لگے اور خلافت کے نوزائیدہ پودے کو کچلنا چاہا۔ چنانچہ ان لوگوں نے خلیفۂ وقت کے خلاف بہت ہتک آمیز رویہّ اختیار کیا اور فتنہ برپا کرنا شروع کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اصل جانشین صدر انجمن ہے خلیفہ نہیں۔ ایسے وقت میں آپؓ خلیفہ وقت کے شانہ بشانہ ان بظاہر بڑے عہدیداروں سے نبرد آزما رہے۔ آپؓ نے ان پر واضح فرمایا کہ خلیفہ وقت کے اختیارات کا سوال انتخابِ خلافت سے پہلے ہوسکتا تھا، اب خلیفہ چنا گیا، آپ نے بیعت بھی کرلی ہے اس لئے اب اختیارات کا سوال نہیں بلکہ صرف اور صرف اطاعت ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے چھ سالہ عہد خلافت میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب انجمن پر قابض تھے۔ یہ بسااوقات حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے خلاف باتیں کرتے اور جب وہ آپؓ کے لئے یا سلسلہ کے لئے نقصان دہ ہوتیں تو مَیں آپؓ کو بتادیتا۔ اس پر چہ مگوئیاں بھی ہوتیں۔ میرے خلاف منصوبے بھی ہوتے۔ پھر مَیں اکیلا تھا اور ان کا ایک جتھہ تھا۔ مگر اس چھ سال کے عرصہ میں کبھی ایک منٹ کے لئے بھی مجھے یہ خیال نہیں آیا کہ مَیں ان باتوں کو چھپاؤں۔ پھر میں اگر وہ باتیں بتاتا تھا تو اس لئے نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ پر احسان جتاؤں بلکہ اس لئے کہ مَیں اخلاق اور روحانیت کے قیام کے لئے ان باتوں کے انسداد کی ضرورت سمجھتا تھا''۔ (الفضل، 2 جولائی 1937، صفحہ 9، کالم 1)

6۔آپؓ سمجھتے تھے کہ خلافت کے کاموں میں سے یہ بھی ہے کہ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ (البقرۃ:130) کے مطابق ''تعلیم الکتاب'' خلیفہ کے فرائض میں داخل ہے۔ کسی انجمن کے سیکرٹری کے فرائض میں نہیں۔ (منصب خلافت، انوار العلوم، جلد 2، صفحہ 31) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے قائم شدہ مدرسہ احمدیہ کو بھی (جسے بعد میں آپؓ نے ہی جامعہ احمدیہ کا نام دیا) آپؓ اسی نظر سے دیکھتے تھے۔ 1908ء میں جب انجمن کے بعض اربابِ حلّ وعقد نے مدرسہ کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا تو آپؓ نے اس کے خلاف ایسی زبردست تقریر فرمائی کہ ان کا سحر پاش پاش ہوگیا۔ اگر آپؓ اس وقت مدرسہ کی حفاظت نہ کرتے تو سلسلہ احمدیہ کی آئندہ تاریخ مختلف ہوتی۔ (تاریخ احمدیت، جلد 4، صفحہ 75)

7۔ 1910ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ گھوڑے سے گر گئے، حالت کافی نازک ہوگئی۔ ان حالات میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور میر ناصر نواب صاحبؓ کو مولوی محمد علی صاحب کی رہائش گاہ پہ بلایا گیا جہاں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور دیگر ہم خیال بھی موجود تھے۔ حضورؓ فرماتے ہیں:

''خواجہ کمال الدین صاحب نے کہا کہ ہم آپ کے سوا خلافت کے قابل کسی کو نہیں دیکھتے اور ہم نے اس امر کا فیصلہ کرلیا ہے۔ لیکن آپ ایک بات کریں کہ خلافت کا فیصلہ اس وقت تک نہ ہونے دیں جب تک کہ ہم لاہور سے نہ آجاویں۔۔۔۔۔ مگر میں نے اس وقت کی ذمہ داری کو محسوس کرلیا اور صحابہؓ کا طریق میری نظروں کے سامنے آگیا کہ ایک خلیفہ کی موجودگی میں دوسرے کے متعلق تجویز خواہ وہ اس کی وفات کے بعد کے لئے ہی کیوں نہ ہو، ناجائز ہے۔ پس میں نے ان کو یہ جواب دیا کہ ایک خلیفہ کی زندگی میں اس کے جانشین کے متعلق تعیین کردینی اور فیصلہ کردینا کہ اس کے بعد فلاں شخص خلیفہ ہو گناہ ہے۔ میں تو اس امر میں کلام کرنے کو ہی گناہ سمجھتا ہوں''۔

(آئینۂ صداقت، انوار العلوم جلد 6، صفحہ 205-204)

یہ آپ کا مومنانہ تدبّر ہی تھا جو اخلاص، روحانیت اور حکمت سے بھرپور تھا۔ ایسے فیصلوں کی توفیق اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے بغیر نہیں ملتی۔ ورنہ اگر آپ اس وقت ان سے اتفاق کرلیتے تو غالب امکان تھا کہ یہ ایک جال بچھایا گیا تھا جسے بعد میں آپ کے خلاف استعمال کیا جاسکتا تھا کہ گویا آپؓ نعوذ باللہ خلافت کی خواہش رکھتے تھے اور خلیفہ وقت کی وفات کے قبل ہی خلیفہ بن بیٹھے تھے (جیسا کہ بعد میں ان لوگوں نے الزام لگایا بھی)۔ لیکن خدا نے آپ کے اس جواب سے دشمن کا منصوبہ ہی دفن کردیا۔

8۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وفات پہ ایک قلیل طبقہ نے جو اپنے آپ کو بڑے عالم سمجھتے تھے اور بڑے عہدوں پر فائز تھے، خلافت کا ہی انکار کرکے فتنہ وفساد کا ایک طوفان کھڑا کردیا۔ دشمن پوری قوت سے اس پودے کی جڑ کاٹنا چاہتا تھا اور بعض کمزور ابتلاء کا شکار ہوگئے تھے لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس طوفان کے سامنے سینہ سپر ہوگئے۔ اور خلافت کے منکروں پہ واضح کردیا کہ قرآنِ کریم کے مطابق خلافت کا انکار ایک فاسقانہ حرکت ہے۔ انتخاب تو ہرصورت ہوگا۔ تاہم جماعت کو متحد رکھنے کے لئے جو قربانی ہم کرسکتے ہیں وہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس کے لئے آپؓ نے مولوی محمد علی صاحب کے سامنے بعض تجاویز بھی رکھیں اور مولوی صاحب کو یقین دلایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام اہل بیت نے بھی انہیں تسلیم کیا ہے۔ لیکن مولوی محمد علی صاحب بضد تھے کہ خلافت کا انتخاب ہونا ہی نہیں چاہئے۔ اس پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد انتخاب ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کی مرضی پوری ہوئی۔

(خلاصہ از انوار العلوم جلد 6، صفحہ 248)

9۔آپ نے خلافت کی ضرورت واہمیت اور برکات کو واضح کرنے کے لئے ہر پلیٹ فارم استعمال فرمایا۔ تحریر، تقریر، خطابات، خطبات جمعہ، اشتہارات، مضامین اور کتب کی تالیف میں قرآن وحدیث کی تشریح وتفسیر کے ذریعہ خلافت کا مقام دنیا پہ واضح کرتے ہوئے استحکامِ خلافت کے لئے کوششیں کیں اور دنیا پر ثابت کیا کہ خلافت وہ انعامِ خداوندی ہے جس سے مومن اور صالح بندوں کو محروم نہیں کیا جاسکتا اور آئندہ اسلام کی ترقی کا دارومدار قیام خلافت سے ہی وابستہ ہے۔

10۔صدر انجمن کے قواعد میں قاعدہ نمبر 18 میں درج تھا کہ ''ہر معاملہ میں۔۔۔۔۔ صدر انجمن احمدیہ اور اس کی کل شاخہائے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم قطعی اور ناطق ہوگا'' فتنہ پرداز خلافتِ اولیٰ میں

اس بات پر بہت زور دینے لگے تھے کہ انجمن کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ تسلیم کرنا لازم ہے۔ خلیفہ کے ہر فیصلہ کی تعمیل قواعد کے مطابق لازم نہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خلافت ثانیہ کے آغاز میں ہی 12، اپریل 1914ء کو جماعت احمدیہ کے نمائندگان کی کانفرنس بلائی جو احمدیہ کانفرنس کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں انجمن کے قاعدہ نمبر 18 میں ترمیم کی قرارداد منظور کی گئی اور اس قاعدہ میں ترمیم کے بعد یہ درج کیا گیا کہ ''حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی کا حکم قطعی اور ناطق ہوگا'' اس طرح قواعد کا کوئی ابہام باقی نہ چھوڑا تاکہ آئندہ کسی کو خلافت کے خلاف زبان درازی کا موقع نہ ملے۔

11۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلافت اولیٰ کے دور میں شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (آل عمران:160) کے قرآنی حکم کے تحت بوقت ضرورت علماء و بزرگان سمیت متعلقہ احباب سے مشورہ کیا جاتا تھا۔ لیکن خلافت ثانیہ میں 12، اپریل 1914ء کو بلائی جانے والی یہ کانفرنس ایسا پہلا مشاورتی اجتماع تھا جس میں بیرونی جماعتوں کے نمائندگان بھی شامل تھے۔ گویا یہ کانفرنس مجلس شوریٰ کا ایک ابتدائی قدم تھا۔ اس کے بعد حضورؓ نے 1922ء میں باقاعدہ مجلس شوریٰ کا نظام قائم فرمایا اور اس کے قواعد و ضوابط مقرر فرمائے۔ اس میں عورتوں کو بھی حق نمائندگی دیا گیا۔ آج اگر کوئی جماعت احمدیہ کے اسلامی نظام شوریٰ کا ہی مطالعہ کرے تو اس پر اسلام و احمدیت اور خلافت کی صداقت واضح ہو جائے۔

12۔ چندوں کی جمع شدہ رقم تو منکرین خلافت پہلے ہی ساتھ لے گئے تھے۔ پھر انہوں نے جماعتوں میں اپنے نمائندے بھیجنا شروع کر دئے جو احباب جماعت کو خلافت کے خلاف اکساتے اور چندے بھی مانگتے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعتوں میں ہدایات بھجوائیں کہ تمام مبائعین اپنے سیکرٹری مال مقرر کریں اور چندہ حضرت خلیفۃ المسیح کی معرفت بھجوائیں۔ نیز فرمایا کہ خلیفۂ وقت کی منظوری کے بغیر کسی چندہ مانگنے والے کو کوئی چندہ ادا نہ کیا جائے۔ اس طرح چندہ جات کا نظام بھی محفوظ اور مستحکم ہو گیا۔

13۔ 1934ء میں جہاں اندر سے خلافت اور باہر سے جماعت احمدیہ کو مٹانے اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے دعوے کئے جا رہے تھے، اس مردِ خدا نے جماعت کو تحریکِ جدید کے نام سے ذاتی اصلاح کا ایک عظیم الشان پروگرام دیا۔ بعد میں جس کے سپرد بیرونی ممالک میں جماعتوں کے قیام کا بھی عظیم کام ہو جانے کے نتیجہ میں دنیا کے ہر کونے میں مشن ہاؤسز، مساجد، ہسپتال اور سکول قائم کئے گئے اور آج دنیا میں قائم مضبوط جماعتی نظام آپ کی ہی مدبّرانہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

14۔ اسی طرح حضورؓ نے دیہات میں تبلیغ و تربیت کے پروگرام شروع کرنے کے لئے 1957ء میں وقفِ جدید کا قیام فرمایا جو برّصغیر کے دیہات میں بھی اسلام اور احمدیت کا پیغام اور خلیفۂ وقت کی آواز ہر فرد تک پہنچانے کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ اور اب وہی وقفِ جدید دنیا کے بہت سے ممالک میں یہ خدمت سرانجام دے رہی ہے۔

15۔ حضورؓ نے جماعت میں مختلف کاموں کو احسن رنگ میں سرانجام دینے اور تمام احباب جماعت سے مضبوط تعلق اور رابطہ قائم رکھنے کے لئے الگ الگ شعبہ جات قائم فرمائے۔ یہ نظام ترتیب دیتے ہوئے حضورؓ نے دینی، دنیوی اور قدرتی نظاموں کا بھی بہت گہری نظر سے مطالعہ فرمایا اور انہیں بھی مدِّنظر رکھا۔

یہ شعبہ جات ارتقاء کے مراحل طے کرتے ہوئے 1925ء میں نظارتوں کے مربوط نظام کی شکل اختیار کر گئے اور جملہ نظارتوں کے ذمّہ دار افسر جو ناظر کہلاتے تھے صدر انجمن احمدیہ کا حصّہ بن گئے۔ بعد میں وقت تقاضوں کے ساتھ نظارتوں میں اضافہ ہوتا گیا۔

16۔ مرکزی سطح پہ نظام کی تشکیلِ نو کے علاوہ آپؓ نے نہایت باریک بینی سے نچلی سطح تک خلیفہ وقت سے رابطہ اور تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے جماعت کی مختلف شاخوں کی بھی تنظیمِ نو فرمائی۔ مقامی اور دیہاتی جماعتوں سے لے کر ضلعی اور صوبائی سطح تک امارت کا نظام قائم فرمایا۔ امیر اور نظامِ جماعت کی اطاعت کے اسلامی تصوّر کو بھرپور طریقے سے اُجاگر فرمایا۔

17۔ حضورؓ نے تمام احباب جماعت کی ذیلی تنظیمیں قائم فرمائیں۔ جن میں بچوں کے لئے ''اطفال الاحمدیہ'' نوجوانوں کی تنظیم ''خدام الاحمدیہ'' قائم اور چالیس سال سے اُوپر کے مردوں کی تنظیم ''انصاراللہ'' قائم فرمائی۔ پھر ان تنظیموں کو مزید نچلی سطح تک تقسیم کر کے قائدین، ناظمین، حتّیٰ کہ سائق تک مقرر کئے گئے تاکہ جماعت کا کوئی فرد خواہ وہ چھوٹا سا بچّہ ہی کیوں نہ ہو جماعتی رابطہ سے الگ نہ ہو۔ اسی طرح عورتوں میں بھی بچیوں کی تنظیم ''ناصرات الاحمدیہ'' اور پندرہ سال سے اوپر کی تمام عورتوں کی تنظیم ''لجنہ اماء اللہ'' قائم فرمائی۔

18۔ آپؓ کی ساری زندگی اسلام کے دفاع، اشاعت اسلام، خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کی کوشش میں گذری اور ان سب امور کی انجام دہی کے لئے آپ نے علم و عرفان سے بھرپور تقاریر کیں اور کتب تالیف فرمائیں۔ ان تمام کتب میں اسلامی تعلیمات، تبلیغی معاملات، انتظامی معاملات اور مسئلہ خلافت کے ہر پہلو کو نہایت تفصیل سے بیان فرمایا۔

اس کے علاوہ آپؓ نے ''تفسیر کبیر'' کے نام سے قرآنِ کریم کی ایسی شاندار تفسیر کی ہے جسے پڑھ کر انسان بے اختیار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے ان الفاظ کی تصدیق کرنے پہ مجبور ہو جاتا ہے کہ

''کلام اللہ کا مرتبہ اس سے ظاہر ہوگا''

19۔ حضورؓ منکرین خلافت کی فتنہ پردازیوں کا تجربہ کر چکے تھے۔ لہٰذا حضورؓ نے قرآن و حدیث اور تاریخ اسلام کی روشنی میں اکابرین جماعت سے مشورہ کرنے بعد انتخابِ خلافت کا ایک مضبوط نظام قائم فرمایا۔ اس کا اعلان حضور نے جلسہ سالانہ 1956ء کے موقع پر اپنی تقریر ''خلافت حقہ اسلامیہ'' میں فرمایا۔ اس میں آپؓ نے انتخابِ خلافت کا طریق کار اور ممبران انتخاب کمیٹی اور دیگر ضروری امور کی بنیاد فراہم کر دی تاکہ آئندہ اس قسم کی ذہنیت رکھنے والے منافقین و مخالفین خلافت کے عزائم کا قلع قمع کیا جا سکے۔ حضورؓ نے فرمایا:

''مَیں نے خلافت کے متعلق مذکورہ بالا قاعدہ بنایا ہے جس پر پچھلے علماء بھی متفق ہیں۔ محدثین بھی اور خلفاء بھی متفق

ہیں۔ پس وہ فیصلہ میرا نہیں بلکہ خلفاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور صحابہؓ کرام کا ہے اور تمام علماء امّت کا ہے جن میں حنفی، شافعی، وہابی سب شامل ہیں''۔ (انوار العلوم جلد 26، صفحہ 38)

غرض حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مدبّرانہ صلاحیتوں کی بدولت اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک ایسا نظام عطا فرمایا کہ جماعت ایک بنیان مرصوص بن کر اُبھری جس کا اعتراف صرف اپنوں ہی نے نہیں بلکہ غیروں نے بھی کیا۔

آپؓ کی وفات پہ مشہور صحافی محمد شفیع صاحب المعروف (م۔ش) نوائے وقت 12 نومبر 1965ء میں لکھتے ہیں:

''مرزا بشیر الدّین محمود احمد صاحب نے 1914ء میں خلافت کی گدّی پر متمکن ہونے کے بعد جس طرح اپنی جماعت کی تنظیم کی اور جس طرح صدر انجمن احمدیہ کو ایک فعّال اور جاندار ادارہ بنایا اس سے ان کی بے پناہ تنظیمی قوّت کا پتہ چلتا ہے''۔ (بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 4، صفحہ 537)

اسی طرح ایک منجھے ہوئے صحافی سیّد ابو نازش ظفر رضوی جو شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے تھے حضورؓ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حضرت مرزا بشیر الدّین محمود احمد کی وفات سے جماعت احمدیہ یقیناً بہت غمگین ہے کیونکہ اس کا وہ امام اور سربراہ رخصت ہوگیا جس نے اس جماعت کو بنیانِ مرصوص بنا دیا۔ لیکن اس جماعت سے باہر بھی ہزاروں ایسے افراد موجود ہیں جو اختلاف عقائد کے باوجود آپ کی وفات کو دنیائے اسلام کا ایک عظیم سانحہ سمجھ کر بے اختیار اشک بار ہیں... خدا ان سے راضی ہوا وہ خدا سے راضی ہوئے۔ اگر میں ایک شیعہ ہوتے ہوئے انہیں رضی اللہ عنہ لکھتا ہوں تو یہ ایک حقیقت کا اظہار ہے محض اخلاقی رسم نہیں''۔

(الفضل 4 اپریل 1965ء بحوالہ سوانح فضل عمر جلد 4، صفحہ 542)

پس حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے یہ کارنامے آپ کی مدبّرانہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں اللہ! کرے کہ اس وجود پر بے شمار رحمتیں اور افضال و برکات کی بارشیں ابدالآباد تک برستی چلی جائیں، آمین۔

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

حق نے باندھا ہے ترے سر سہرۂ فتح و ظفرؔ

اے تخیّل گر رسائی پر تجھے کچھ ناز ہے
تا سر عرشِ بریں تیری اگر پرواز ہے

شاخ ہائے سدرہ پر گر تُو نشیمن ساز ہے
عالمِ ملکوت سے تُو کچھ اگر ہم راز ہے

تو مرے محمود کے احسان کی تصویر کھینچ!
نقش ان کے حسن کا در پردۂ تحریر کھینچ!

پنجۂ تسخیر سے بالا مہِ کامل نہیں
توڑنا تارے فلک کے یہ کوئی مشکل نہیں

غیر ممکن کچھ بیانِ جذبہ ہائے دل نہیں
اور بیروں از احاطہ بحرِ بے ساحل نہیں

پر احاطہ مردِ کامل کا بہت دشوار ہے
یہ وہ نکتہ ہے جہاں ادراک بھی لاچار ہے

دیدۂ ظاہر میں اے محمود اک انساں ہے تُو
اہلِ دل کی دید میں پر بحرِ بے پایاں ہے تُو

صورتِ زیبا میں اپنی یوسفِ کنعاں ہے تُو
سیرت حسنہ میں اپنی مظہر رحماں ہے تُو

احمدِ مُرسل کے ثانی حسن میں احسان میں
خوبیاں تجھ سی نہیں ہرگز کسی انسان میں

تُو مقدّس باپ کے ہم رنگ اے محمود ہے
نصرتِ اسلام روحِ والد و مولود ہے

یہ حقیقت وہ ہے جو خود شاہد و مشہود ہے
لاجرم لاریب تُو ہی مصلح موعود ہے

دیر سے آیا ہے تُو اور دُور سے آیا ہے تُو
یعنی اِک نورِ ازل کے نُور سے آیا ہے تُو

حضرتِ احمد سے پہلے تین تھے ایسے بشر
حق تعالیٰ کی بشارت سے ملے جن کو پسر

حضرت ابراہیمؑ اول دوم یحییٰ کے پدر
سوم مریمؑ محصنہ جس پر تھی مولیٰ کی نظر

تیری پیدائش نے احمد کو کھڑا ان میں کیا
ہیں یہی وہ تین جن کو چار تُو نے کر دیا

ارضِ ربوہ پر ہیں جب سے آپ جلوہ گر ہوئے
اس کے ذرّے جگمگا کر ہم سر اختر ہوئے

آپ کی ہمّت سے ہی آباد اُجڑے گھر ہوئے
اور قائم از سر نو مرکزی دفتر ہوئے

بالیقیں اپنی اولوالعزمی میں تو اک فرد ہے
اے خدا کے شیر! تو اک آسمانی مرد ہے

تیرے دم سے اے مسیحی روح فاروقی دماغ
خانہ اسلام کا روشن ہوا دھندلا چراغ

عاشقانِ ملّتِ احمد کے دل ہیں باغ باغ
دشمنانِ تیرہ باطن کے ہیں سینے داغ داغ

حق نے باندھا ہے ترے سر سہرۂ فتح و ظفرؔ
اے بشیر الدین محمود احمد و فضلِ عمر

(مولانا ظفر محمد ظفرؔ)

یہ نظم سلور جوبلی کے موقع پر قادیان میں پڑھی گئی۔ نیا مرکز ربوہ بننے کے بعد اس نظم میں مولانا نے چند اشعار کا اضافہ کیا۔

لطائف صادق میں سے جستہ جستہ

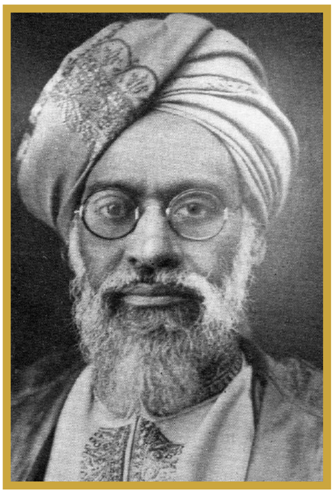

آپ بیتی انگلستان

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

1917ء میں جب کہ جنگ عالمگیر اپنے پورے شباب پر تھی۔حضور خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا۔کہ تبلیغ اسلام کے لئے انگلستان جاؤ۔

عورتوں نے حضور، کی خدمت میں عرض کی حضور سمندری سفر خطرے سے خالی نہیں۔لوگ گیہوں کی طرح پس رہے ہیں۔اگر حضرت مفتی صاحب کو ابھی روک لیا جائے۔تو بہتر ہے۔اس کے جواب میں حضور نے فرمایا۔کہ گیہوں چکی میں پسنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں۔مگر ان میں سے بھی کچھ اوپر رہ جاتے جو نہیں پستے تو یہ مفتی صاحب بچے ہوئے گیہوں ہیں، پسنے والے نہیں۔

جب ہمارا جہاز بحرہ روم میں داخل ہوا۔تو جہاز کے تمام مسافروں کو اوپر ڈیک پر بلایا اور ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔یہ سمندر جس میں ہم داخل ہوئے ہیں۔جرمن کے سب جہازوں سے بھرا پڑا ہے۔اور معلوم نہیں کہ کب ہمارا جہاز ان کے نشانے سے ڈوب جائے۔اگر ایسا ہوا۔تو جہاز کے ڈوبنے سے پہلے ایک سیٹی بجے گی۔چنانچہ کپتان نے سیٹی بجاکر سنائی۔پھر کہا کہ جب یہ سیٹی بجے تو یہ کشتیاں جو جہاز کے دونوں طرف لٹک رہی ہیں۔آپ لوگوں کے لئے ہیں۔پھر اس نے نام بنام کشتیوں کے نمبر بتائے اور سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ ایسے موقعہ پر اپنی اپنی کشتیوں میں بیٹھ جائیں۔پھر یہ کشتیاں جہاں کہیں آپ لوگوں کو لے جائیں آپ کی قسمت۔ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔

کپتان کے اس لیکچر کو سننے کے بعد میں اپنے کمرے میں آیا۔اور اس خطرے سے بچنے کے لئے اللہ کریم سے گڑگڑا کر دعا کی۔اسی رات میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے کمرے میں کھڑا ہوا ہے اور مجھے انگریزی میں کہتا ہے۔

’’صادق یقین کرو یہ جہاز سلامت پہنچے گا‘‘

اس خوشخبری کو پاکر میں نے تمام مسافروں کو اور کپتان کو اطلاع دی اور ایسا ہی ہوا۔ہمارا جہاز ساحل انگلستان پر سلامتی سے پہنچ گیا۔کئی جہاز ہمارے سامنے آگے پیچھے دائیں بائیں ڈوبے ان جہازوں کی لکڑیاں پانی میں تیرتی ہوئی دیکھیں۔مگر خداوند تعالیٰ نے ہمارا جہاز سلامت پہنچا دیا۔

مسٹر چرچل نے کہا

اخبار میں شائع شدہ خبر کو پڑھ کر میں اس ہال میں پہنچا۔جہاں مسٹر چرچل (سابق وزیر اعظم برطانیہ) کا لیکچر ہونے والا تھا۔

جب میں ہال کے دروازہ پر پہنچا۔تو گیٹ کیپر نے مجھ سے ٹکٹ مانگا میں نے اس سے کہا کہ ٹکٹ تو میرے پاس نہیں ہے اور نہ مجھے علم ہی تھا۔کہ ٹکٹ ہوگا۔تھوڑی دیر سوچنے کے بعد گیٹ کیپر نے کہا۔میں آپ کو اندر جانے کی اجازت تو دے دیتا ہوں مگر اندر تمام نشستیں پُر ہو چکی ہیں۔میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اندر چلا گیا۔ہال میں چاروں طرف نگاہ دوڑائی واقعی کوئی جگہ خالی نہ تھی۔لیکن ابھی لیکچرار نہ آیا تھا اور اسٹیج کی تمام کرسیاں خالی پڑیں تھیں۔میں اسٹیج پر جاپہنچا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔تھوڑی دیر میں اسٹیج کا ناظم آپہنچا اور وہی سوال کیا۔جو گیٹ کیپر نے کیا تھا۔میں نے اس کو بھی یہی جواب دیا کہ میرے پاس کوئی ٹکٹ وغیرہ نہیں۔اس نے بھی تھوڑی دیر سوچ کر کہا۔کہ اچھا سرویہ کا سفیر نہیں آرہا ہے۔آپ اس کی جگہ بیٹھ جائیں۔چنانچہ میں سفیروں کی کرسیوں کی لائن میں سرویہ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔جاپان کا سفیر میرے دائیں طرف تھا اور غالباً یونان کا سفیر بائیں جانب۔

چند لمحے گزرنے پر چرچل اور اس کے ساتھی آئے۔چرچل نے لیکچر شروع کیا۔میں چرچل کے ٹھیک پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

مسٹر چرچل نے اثنائے تقریر کہا کہ جرمنوں کے مظالم کے خلاف تمام ملکوں کے دل ایک مرکز میں جمع ہوگئے ہیں۔برطانیہ کا دل، امریکہ کا دل، فرانس کا دل، یونان کا دل، آسٹریلیا کا دل اسی طرح گنتا چلا گیا۔مگر ہندوستان کا نام نہ لیا۔یہ دیکھ کر میں کھڑا ہوگیا اور قبل اس کے وہ آگے کچھ کہے۔چلا کر کہا۔

‘‘The heart of India as well Sir’’

’’دی ہارٹ آف انڈیا ایذ ول سَر‘‘

جناب ہندوستان کا دل بھی اس میں شامل ہے۔تب چرچل نے میری طرف غور سے دیکھا اور پھر کہا بیشک ہندوستان کا دل بھی اس میں شامل ہے۔آپ کا شکریہ۔

اس پر تمام حاضرین نے خوشی کے نعرے لگائے اور تالیاں بجائیں۔

(لطائف صادق صفحہ 130-131 پبلشر احمد اکیڈمی)

مکرمہ درثمین احمد صاحبہ، جرمنی

قسط نمبر 2

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا

آسمان

''ایک کشفی رنگ میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا ہے اور پھر مَیں نے کہا کہ آؤ۔ اب انسان کو پیدا کریں اس پر نادان مولویوں نے شور مچایا کہ دیکھو اب اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا حالانکہ اُس کشف سے یہ مطلب تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے''۔

(چشمۂ مسیحی، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 375، 376 حاشیہ)

آسمانی بادشاہت

''مَیں نے دیکھا کہ رات کے وقت میں ایک جگہ بیٹھا ہوں اور ایک اَور شخص میرے پاس ہے تب مَیں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے نظر آیا کہ بہت سے ستارے آسمان پر ایک جگہ جمع ہیں۔ تب مَیں نے اُن ستاروں کو دیکھ کر اور اُنہیں کی طرف اشارہ کر کے کہا: ''آسمانی بادشاہت'' پھر معلوم ہوا کہ کوئی شخص دروازہ پر ہے اور کھٹکھٹاتا ہے۔ جب مَیں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ ایک سودائی ہے جس کا نام میراں بخش ہے۔ اُس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور اندر آ گیا۔ اس کے ساتھ بھی ایک شخص ہے مگر اُس نے مصافحہ نہیں کیا اور نہ وہ اندر آیا۔

اِس کی تعبیر مَیں نے یہ کی کہ آسمانی بادشاہت سے مُراد ہمارے سلسلہ کے برگزیدہ لوگ ہیں جن کو خدا زمین پر پھیلا دے گا۔ اور اس دیوانہ سے مُراد کوئی مُتکبر، مغرور، متموّل یا تعصّب کی وجہ سے کوئی دیوانہ ہے۔ خدا اس کو توفیقِ بیعت دے گا۔ پھر الہام ہوا:

لَا تَخَفْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا

گویا مَیں کسی دوسرے کو تسلّی دیتا ہوں کہ تُو مت ڈر خدا ہمارے ساتھ ہے''۔ (تذکرہ صفحہ 646 طبع 2023ء)

آنحضرت ﷺ

مفتی صاحبؓ نے کسی شخص کا سوال خط سے پیش کیا کہ مَیں نے ایک بیوہ عورت کے ساتھ نکاح کا ارادہ کیا تھا تو رسول اللہ ﷺ کو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے اس کے ساتھ نکاح سے منع فرمایا کیا اس پر عمل کیا جاوے یا نہیں؟

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مَنْ رَآنِی فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ لہٰذا اس پر عمل کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 89 طبع 2018ء)

استقامت

16 مارچ 1903ء کو سیر میں بعض احباب نے اپنے رویا سنائے۔ آپؑ نے فرمایا کہ خواب بھی ایک اجمال ہوتا ہے اور اس کی تعبیر صرف قیاسی ہوتی ہے۔ پھر فرمایا:

رات کو مَیں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنی جماعت میں سے گھوڑے پر سے گر پڑا پھر آنکھ کھل گئی سوچتا رہا کہ کیا تعبیر کریں۔ قیاسی طور پر جو بات اقرب ہووے لگائی جاسکتی ہے کہ اس اثناء میں غنودگی غالب ہوئی اور الہام ہوا:

''استقامت میں فرق آ گیا''

ایک صاحب نے کہا کہ وہ کون شخص ہے حضرت نے فرمایا کہ معلوم تو ہے مگر جب تک خدا کا اذن نہ ہو مَیں بتلایا نہیں کرتا میرا کام دعا کرنا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 310،311 طبع 2018ء)

اسلام

ایک شخص نے اپنی رؤیا سنائی جس میں یہ آیت تھی: فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا[1] فرمایا:

"اس کے معنی یہی ہیں کہ اسلام فطرتی مذہب ہے انسان کی بناوٹ جس مذہب کو چاہتی ہے وہ اسلام ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اسلام میں بناوٹ نہیں ہے اس کے تمام اصول فطرت انسانی کے موافق ہیں۔تثلیث اور کفارہ کی طرح نہیں ہیں کہ جو سمجھ میں نہیں آسکتے۔عیسائیوں نے خود مانا ہے کہ جہاں تثلیث نہیں گئے وہاں توحید کا مطالبہ ہوگا کیونکہ فطرت کے موافق توحید ہی ہے اگر قرآنِ شریف نہ بھی ہوتا۔تب بھی فطرتِ انسانی توحید ہی کو مانتی۔کیونکہ وہ باطنی شریعت کے موافق ہے ایسا ہی اسلام کی کل تعلیم باطنی شریعت کے موافق ہے برخلاف عیسائیوں کی تعلیم کے جو مخالف ہے دیکھو حال ہی میں امریکہ میں طلاق کا قانون خلاف انجیل پاس کرنا پڑا۔یہ دِقّت کیوں پیش آئی اس لئے کہ انجیل کی تعلیم فطرت کے موافق نہ تھی''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 308 طبع 2018ء)

اسم

مغرب وعشاء کے درمیان چند ایک احباب نے اپنی اپنی رویا سنائیں۔ناموں کی نسبت آپؑ نے فرمایا:

"خوابوں میں ناموں کے الفاظ پر بڑا دارومدار ہوتا ہے تفاؤل کے واسطے ہمیشہ نام کے معانی کی طرف غور کرنا چاہئے۔لمبا سلسلہ نہ دیکھے نام کو دیکھ لے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 478 طبع 2018ء)

"تین احباب نے بیعت کی ان میں سے ایک صاحب نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ میں شریر آدمی تھا اور مجھ کو جھوٹے دعوے کرنے اور لوگوں کے حقوق چھین لینے اور ضبط کرنے کی خوب مشق تھی اور دوسرے بھی جس قدر معاصی مثل شراب وغیرہ تھے ان تمام میں مَیں مبتلا تھا۔چند دن ہوئے کہ مَیں نے ایک ہندو سے اس طرح ظلم کیا اور اس کے حقوق ضبط کئے رات کو جب مَیں سویا تو خواب میں دیکھتا ہوں وہی ہندو میرے ساتھ کلام کر رہا ہے کہ یا تو خداتعالیٰ تجھے ہدایت کرے یا تجھے اس دنیا سے اٹھالیوے تاکہ ہم لوگ تیرے مظالم سے نجات پاویں اس کے بعد وہ نظر سے غائب ہوگیا اور مَیں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک شعلہ نور کا گرا اور جس مکان میں مَیں تھا اس دروازے کی طرف آیا۔مَیں اٹھ کر اسے دیکھنے لگا تو دیکھا کہ حضور (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی شکل کا ایک آدمی ہے۔مَیں نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کیا تو نام نہیں جانتا؟ اس کے بعد کہا کہ اب بس کر بہت ہوئی ہے پھر میں نے نام پوچھا تو بتلایا کہ

''میرزا غلام احمد قادیانی''

اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی اور مَیں اپنے افعال اور کردار پر نادم ہوں اور اب اسی خواب کے ذریعے آپ کے پاس آیا ہوں۔حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ تم کو خداتعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ اپنی حالت بدل دو اور سمجھو کہ ایک دن موت آنی ہے۔خداتعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ گنہگار کو بلا سزا دئے نہیں چھوڑتا۔توبہ کرنے سے گناہ بخشے جاتے ہیں خداتعالیٰ بہت ہی رحم کرنے والا ہے مگر سزا بھی بہت دینے والا ہے۔تمہاری فطرت میں کوئی نیکی ہوگی ورنہ عام طور پر اللہ تعالیٰ کی یہ عادت نہیں ہے کہ اس طرح سے خبر دیوے اس لیے اپنی زندگی کو بدلو اور عادتوں کو ٹھیک کرو پھر اس تائب نے عرض کی کہ میرا ایک مقدمہ چودہ صد روپے کا داخل دفتر ہوگیا ہے مگر اس میں میرا حق بہت تھوڑا ہے اب اسے برآمد کراؤں کہ نہ؟ فرمایا مدعا علیہ سے مل کر صلح کرلو۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 155،156 طبع 2018ء)

مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے بیان کیا کہ رات کو مَیں نے خواب دیکھا کہ سلطان احمد (حضور کے لڑکے) آئے ہوئے ہیں۔حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

میرے گھر میں ایک ایسی ہی خواب آئی تھی اس وہی تعبیر بتلائی جو آپ نے سمجھی یعنی خداتعالیٰ کی طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوگا۔سُلطان سے مُراد براہین اور نشان ہوا کرتا ہے۔(ملفوظات جلد 4 صفحہ 164 طبع 2018ء)

مرزا اکبر بیگ صاحبؓ نے حضرت کی خدمت میں اپنا ایک خواب بیان کیا کہ میں ایک عمدہ خواب دیکھ رہا تھا کہ مجھے ایک شخص محمد حسین نے فوراً جگا دیا۔حضرتؑ نے فرمایا:

جگانے والے کا وجود بھی خواب کا ایک جزو ہوتا ہے اور اس کے نام میں اس خواب کے متعلق تعبیر ہوتی ہے۔فرمایا: اگر خداتعالیٰ کا منشا نہ ہو تو کوئی جگا بھی نہیں سکتا۔یہ بھی خداتعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 203 طبع 2018ء)

افواج

''تین دن ہوئے مجھے الہام ہوا تھا۔اِنِّيْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً۔میں فوجیں لے کر اچانک تیرے پاس آؤں گا۔میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا ہے۔اور عموماً مقدمات میں ہوا ہے۔افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں اور ایک جماعت ہے۔کیونکہ خداتعالیٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا ہے اس کے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے۔پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے، تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں جب تک مقابل کی طرف سے جوشِ انتقام کی حد نہ ہوجاوے، خداتعالیٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی''۔(تذکرہ صفحہ 381 طبع 2023ء)

الدار

انی احافظ کل من فی الدار کی تائید میں:

ایک عرصہ ہوا مَیں نے خواب دیکھا تھا کہ گویا میر ناصر نوابؓ ایک دیوار بنا رہے ہیں۔جو فصیلِ شہر ہے۔مَیں نے اس کو جو دیکھا تو خوف آیا کیونکہ وہ قدِ آدم بنی ہوئی تھی۔خوف یہ ہوا کہ اس پر آدمی چڑھ سکتا ہے۔مگر جب دوسری طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ قادیان بہت اونچی کی گئی ہے، اس لیے یہ دیوار دوسری طرف سے بہت اونچی ہے اور یہ دیوار گویا ریختہ کی بنی ہوئی ہے۔فرش کی زمین

1- (الروم: 31)

بھی پختہ کی گئی ہے۔اور غور سے جو دیکھا تو وہ دیوار ہمارے گھروں کے اردگرد ہے۔ اور ارادہ ہے کہ قادیان کے اردگرد بھی بنائی جاوے۔شاید اللہ رحم کر کے ان بلاؤں میں تخفیف کر دے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 196 طبع 2023ء)

فرمایا کہ: آج کوئی پہر رات باقی ہوگی کہ الہام ہوا: اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ وَلِنَجْعَلَهٗ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔ عندی معالجات اور یہ بھی الہام ہوا مگر اصل لفظ یاد نہیں کہ ایمان کے ساتھ نجات ہے۔

یعنی انی احافظ کو ایک آیت بناویں گے اور کہ علاج ہمارے ہی پاس ہے مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ کچھ کھلا کھلا دکھانا چاہتا ہے اب گویا بڑا معاملہ ہے ایک قوم تمنا سے ٹیکہ کراتی ہے دوسری طرف ہم ہیں جو بالکل خدا پر چھوڑتے ہیں۔جس وقت مجھے یہ الہام ہوا اُس وقت میں نے گھر میں پوچھا کہ تم کو بھی کوئی خواب آیا ہے کیونکہ دیکھا ہے کہ میرے الہام کے ساتھ ان کو بھی کوئی مصدّق خواب آجایا کرتا ہے۔انہوں نے کہا مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا بکس ادویہ کا چراغ لایا ہے اور شیخ رحمت اللہ صاحب نے روانہ کیا ہے جب کھولا گیا تو دیکھا کہ ہزارہا شیشیاں اس میں دوا کی ہیں کوئی بڑی کوئی چھوٹی۔ تب گھر میں تعجب کیا کہ کبھی کدائیں دس بارہ شیشیاں منگوائی جاتی تھیں مگر یہ ہزارہا شیشیاں کیوں منگوائی گئیں۔ یہ خواب بھی عندی معالجات کی تصدیق کرتا ہے مجھے بتلایا گیا ہے ان کو دکھلایا گیا"۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 268 طبع 2018ء)

انجام

پگٹ کے متعلق ایک رؤیا:

فرمایا: رات کو مَیں نے پگٹ کے متعلق دعا کی اور صبح بھی کی۔ مجھے یہ دکھایا گیا کہ کسی نے مجھے چار پانچ کتابیں دی ہیں جن پر لکھا ہوا تھا۔ تسبیح تسبیح تسبیح بعد اس کے الہام ہوا اللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ اِنَّھُمْ لَا یُحْسِنُوْنَ۔ اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی موجودہ حالت خراب ہے اور یا یہ کہ آئندہ توبہ نہ کریں گے اور یہ معنے بھی اس کے ہیں لا یومنون باللہ اور یہ مطلب بھی اس سے ہے کہ اس نے یہ کام اچھا نہیں کیا اللہ تعالیٰ پر یہ افتراء اور منصوبہ باندھا اور اللّٰہُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا انجام اچھا نہ ہوگا اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا حقیقت میں یہ بڑی شوخی ہے کہ خدائی کا دعویٰ کیا جائے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 398 طبع 2018ء)

رات مَیں نے محمد حسین اور چکڑالوی کے متعلق جو مضمون لکھا تھا تو مَیں نے دیکھا کہ یہ دونوں (یعنی چکڑالوی اور مولوی محمد حسین) میرے سامنے موجود ہیں تو مَیں نے ان کو کہا کہ خَسَفَ الْقَمَرُ وَالشَّمْسُ فِیْ رَمَضَانَ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ اور آلاء سے مراد میں خود ہوں۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 400 طبع 2018ء)

انڈا

دیکھا کہ ایک انڈا میرے ہاتھ میں ہے جو کہ ٹوٹ گیا ہے۔ یہ بھی کسی کی موت کی طرف اشارہ تھا۔ لیکن خواب کے تمام امور معلّق ہوتے ہیں اور دُعا سے ٹل سکتے ہیں۔ قطعی حکم نہیں ہوتا۔ (تذکرہ صفحہ 636 حاشیہ طبع 2023ء)

انفاق فی سبیل اللہ

رؤیا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے۔ وہ کچھ بولتی ہے۔ سب فقرات یاد نہیں رہے۔ مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا: اِنْ کُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ (ترجمہ) اگر تم مسلمان ہو۔ اس کے بعد بیداری ہوئی۔ یہ خیال تھا کہ مرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا: اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ مُّسْلِمِیْنَ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر تم مسلمان ہو۔ فرمایا: "مرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کی طرف تھے۔ دونوں فقروں میں ہماری جماعت مخاطب ہے۔ چونکہ آجکل روپیہ کی ضرورت ہے۔لنگر میں بھی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بھی بہت خرچ ہو رہا ہے اس واسطے جماعت کو چاہیے کہ اس حکم پر توجہ کریں"۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 120 طبع 2018ء)

انگوٹھی

مغرب کے بعد ایک صاحب نے اپنا خواب سنایا جس میں انہوں نے انگوٹھی دیکھی۔ تو حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ: انگوٹھی سے مراد یہ ہے کہ انسان اسی حلقہ میں آجاتا ہے۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 4)

انگور

"اس وقت جو قریب نو بجے دن کے ہوگا روز پنج شنبہ 21 جون 1906ء مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ملا شمس الدین میاں فضل الٰہی ایک بڑا خوان انگور کا لایا ہے جس میں بہت سے انگور کے خوشے ہیں اور بعض ان میں سے موتیوں کی طرح کھڑے ہیں اور بعض الگ الگ دانے ہیں جن کا ایک ڈھیر خوان میں لگا ہوا ہے اور سفید اور چمکدار اور خوبصورت معلوم ہوتے ہیں اور میں ایک چار پائی پر لیٹا ہوں میں دیکھ کر کھڑا ہو گیا یعنی چار پائی پر ہی کھڑا ہو گیا اور میرے دل میں خیال آیا کہ مرزا افضل بیگ نے یہ انگور بھیجا ہے اور کبھی خیال آتا تھا کہ کچھ اس نے اپنے پاس بھی رکھ لیا ہے اور کبھی خیال آتا تھا کہ سب کا سب ہی بھیج دیا ہے۔ انگور بہت ہیں اور جیسا کہ مَیں کھڑا ہوں ایسا ہی شمس الدین میرے دکھلانے کے لئے کھڑا ہے اور داہنے ہاتھ میں اس کے خوان انگور ہے وقت قریب دس بجے دن کے معلوم ہوتا ہے اور دروازے کے پاس میری چار پائی ہے۔

تعطیر الانام میں تعبیر دیکھی ہے کہ دائمی رزق اور وسیع رزق اور ذخیرہ خور رزق اور دنیا کی تازگی ہے۔ اور ایک خوشہ اس کا ہزار درم تک ہے۔ اور نیز اس کی تعبیر مرض سے شفا اور بہتری ہے کیونکہ حضرت نوح کو سِل ہوگئی تھی اور خدا تعالیٰ کا ان کو حکم ہوا تھا کہ انگور کھاؤ۔ پس انگور سے سِل جاتی رہی تھی۔ اور انگور سے مراد وہ منافع ہیں جو عورتوں سے یا عورتوں کے سبب سے حاصل ہوتے ہیں اور وہ رزق پاک ہے اور الفت اور محبت پر دلالت کرتا ہے یعنی ایسے شخص سے لوگ محبت کرتے ہیں اور کریم لوگوں کی طرف سے رزق پہنچتا ہے"۔

(21 جون 1906ء، تذکرہ صفحہ 599-598 طبع 2023ء)

(باقی آئندہ)

رمضان المبارک میں نفلی عبادات

(مکرم مولانا رحمت اللہ بندیشہ صاحب مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لِكُلِّ شَيْءٍ زَكوٰةٌ وَ زَكوٰةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ'' یعنی ہر چیز کے لیے کوئی نہ کوئی صفائی ستھرائی کا ذریعہ ہے اور بدن کی روحانی صفائی ستھرائی کا ذریعہ روزہ ہے[1]۔ چنانچہ مومنوں کی روحوں کو صاف کرنے، انہیں پاک بنانے اور چمکانے، ان کی روحانی واخلاقی امراض کو دور کر کے انہیں روحانی شفاء اور تندرستی عطا کرنے کی خاطر، اللہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کے نام سے ایک سالانہ ریفریشر کورس رکھا ہے۔اس مہینے میں اسلامی معاشرے میں ہرطرف نیکیوں کا رجحان ہوتا ہے وہ لوگ جو بالعموم نمازوں میں سست ہو چکے ہوتے ہیں وہ بھی نمازوں کے جانب متوجہ ہوجاتے ہیں، جو پہلے نماز ادا کر رہے ہوتے ہیں، وہ زیادہ تعہّد کے ساتھ نماز باجماعت کا اہتمام کرتے ہیں، جو تلاوت قرآنِ پاک میں باقاعدہ نہیں ہوتے، وہ اس طرف خصوصی توجہ کرتے ہیں، اسی طرح نوافل میں سست احباب تہجد کی بھی ادائیگی کرنے لگتے ہیں، صدقہ وخیرات کی جانب بھی مؤمنین متوجہ ہوتے ہیں۔الغرض اسلامی معاشرے میں ہرطرف، ہرگھرانے میں نیکیوں کی بادِ نسیم چل رہی ہوتی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شعبان کے آخری روز آنحضرت ﷺ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے فضیلت رمضان کا مضمون یوں بیان فرمایا ''اے لوگو! ایک عظیم مہینہ تم پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ایک ایسا مہینہ جو بہت مبارک ہے۔اس میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے دنوں میں روزہ کو فرض اور اس کی راتوں کے قیام کو طوعی نیکی قرار دیا ہے۔اس مہینے میں جس نے عام نیکی کے ذریعہ قرب پانے کی کوشش کی تو اس کی مثال اس شخص کی مانند ہوگی جو دوسرے مہینوں میں کوئی فرض ادا کرتا ہے۔اور جو کوئی اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے گا تو اس کا اجر عام دنوں کی ستر نیکیوں کے برابر ہوگا۔اور یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔یہ باہمی ہمدردی اور دلداری کا مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مومن کے رزق میں برکت اور اضافہ کیا جاتا ہے۔جو شخص اس ماہ میں کسی روزہ دار کی افطاری کرائے اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کی گردن آگ سے آزاد ہو جاتی ہے اور اسے روزہ دار کی طرح ثواب ملتا ہے۔اگرچہ روزہ دار کے اجر میں اس سے کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو یہ توفیق کہاں کہ وہ روزہ دار کی افطاری کا حق ادا کر سکے۔آپؐ نے فرمایا: یہ اجر تو اس شخص کو بھی ملتا ہے جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا

1- ابن ماجہ روایت نمبر: 1745

صرف پانی کے ایک گھونٹ سے ہی روزہ کھلواتا ہے۔ البتہ جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلائے گا تو اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا سیراب کرے گا کہ وہ جنت میں جانے تک پیاس محسوس نہیں کرے گا۔

یہ رمضان کا مہینہ ایسا بابرکت ہے کہ اس کے ابتدا میں رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت ہے۔ آخر میں آگ سے نجات ہے۔ جو شخص اس ماہ میں غلام یا مزدور کے روزہ دار ہونے کے باعث اس کے کام میں تخفیف کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے کام میں تخفیف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے گا اور اسے عذاب سے مخلصی بخشے گا“۔

(مشکوٰۃ کتاب الصوم الفصل الثانی)

رمضان المبارک کی برکات حاصل کرنے کے لیے اپنی عبادات کا معیار بلند کرنا چاہیے۔ نماز اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کا رشتہ جوڑتی ہے جس کے نتیجے میں انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے: ”اَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ“ یعنی بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے۔

(مسلم، باب مایقال فی الرکوع والسجود حدیث 1111)

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ یعنی جو شخص ماہِ رمضان میں کھڑا ہو یعنی نوافل (تراویح و تہجّد وغیرہ) پڑھے بحالت ایمان اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اس کے بھی گذشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ (بخاری، روایت نمبر: 37)

پھر رمضان کی نسبت رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر ہمیں یہ خوشخبری عطا فرمائی ہے کہ ”الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا“ (بخاری، حدیث نمبر: 1894) رمضان میں تمام نیکیوں کا بدلہ دس گناہ زیادہ ہوتا ہے۔ پس رمضان المبارک کی برکات حاصل کرنے کے لیے کثرت کے ساتھ فرض کے ساتھ ساتھ نفلی عبادات بجالانی چاہئیں جیسے معروف نمازِ تراویح ہے۔

نمازِ تراویح

نمازِ تراویح کے متعلق احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک سال ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں کم از کم تین راتوں کو رات کے پہلے حصہ میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کو مسجد نبوی میں باجماعت نوافل پڑھائے۔ چنانچہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے رسول خداؐ کے ساتھ روزے رکھے۔ آپؐ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی (یعنی نوافل باجماعت نہیں پڑھائے) حتیٰ کہ ماہ رمضان میں سے سات دن رہ گئے تب آپؐ نے ہمیں باجماعت نوافل پڑھائے یہاں تک کہ رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا۔ پھر آپؐ نے اگلی رات نوافل باجماعت نہیں پڑھائے اور پھر اگلی رات نصف شب تک آپؐ نے ہمیں نوافل باجماعت پڑھائے۔ ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! ہماری آرزو ہے کہ بقیہ رات بھی حضور ہمیں نوافل ہی پڑھاتے رہتے۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک نماز میں شریک رہا تو اس کے لئے گویا پوری رات کا قیام لکھ دیا گیا۔ پھر آپؐ نے ہمیں اگلی رات نوافل نہیں پڑھائے یہاں تک کہ ماہ رمضان کے تین دن باقی رہ گئے اور اگلی رات آپؐ نے ہمیں نوافل پڑھائے اور اپنے اہل وعیال کو بھی بلایا اور انہیں بھی باجماعت نوافل میں شامل کیا۔ اور اتنے لمبے نفل پڑھائے کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ شاید سحری کا وقت ہی نہ ہو جائے۔ (ترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی قیام شہر رمضان) اسی مضمون کی روایت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنن النسائی میں بھی آئی ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہی واقعہ بیان کرنے کے بعد چوتھی رات نوافل کی امامت نہ کرانے کی وجہ حضور ﷺ کے ہی الفاظ میں یوں واضح فرماتی ہیں: ”پھر تیسری یا چوتھی رات کو بھی لوگ اکٹھے ہوئے اور رسول پاکؐ ان کے پاس باہر نہیں گئے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا میں نے دیکھ لیا تھا جو تم کرتے تھے اور مجھے تمہارے پاس باہر آنے سے اسی بات نے روکا ہے کہ میں ڈر گیا مبادا تم پر یہ فرض ہو جائے۔ اور یہ واقعہ رمضان میں ہوا“۔ (بخاری کتاب التہجد)

آنحضرتؐ کا اپنا معمول تہجد اور دیگر نوافل تنہا پڑھنے کا تھا اور عمومی ہدایت بھی یہی تھی ”اے لوگو! نوافل اپنے گھر میں ادا کیا کرو کیونکہ کسی انسان کی نفل نمازوں میں سے بہترین نماز وہ جسے وہ اپنے گھر میں ادا کرتا ہے“۔

(روایت نمبر: 6113)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کے ابتدائی سالوں میں تھکے ماندے افراد جن کے لیے صبح اٹھنا مشکل ہوتا، مسجد میں بعد نماز عشاء اکیلے اکیلے یا ٹولیوں کی صورت میں نوافل پڑھ لیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کے اس عمل سے راہنمائی لیتے ہوئے کہ آپ نے رمضان میں تین دن باجماعت نوافل پڑھائے تھے، ان متفرق نمازیوں کا ایک امام مقرر کر دیا اور اس طرح رمضان میں معروف نمازِ تراویح پڑھنے کا آغاز ہوا۔ نماز تراویح کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”تراویح کے متعلق یہ روایت آتی ہے کہ، تراویح کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جاری ہوئی اور اس کے متعلق بعض دفعہ بعد میں اعتراضات بھی ہوئے، خصوصاً جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پسند نہیں کرتے تھے، انہوں نے طعن زنی کے طور پر تراویح کو عمری سنّت کہنا شروع کر دیا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ تراویح کی بنیاد خود حضرت اقدس محمد مصطفیٰؐ کے زمانہ میں پڑ چکی تھی۔ چنانچہ آپؐ نے رمضان شریف میں باجماعت نوافل پڑھانے شروع کئے صرف چند دن ایسا کیا اور اس کے بعد اس خیال سے کہ اُمّت میں یہ فرض نہ سمجھ لیا جائے اس کو ترک فرما دیا...... پس سنّت کی بنیاد تو رسول اکرمؐ نے ڈال دی تھی اس کے متعلق حضرت عمرؓ نے صرف ان مزدوروں کی خاطر جو بہت تھک جایا کرتے تھے اور صبح ان کے لئے اٹھنا ممکن نہیں ہوتا تھا ایسا کہا کہ صبح تہجد پڑھنے کی بجائے وہ پہلے ہی پڑھ لیا کریں...... حضرت محمدؐ کی سنّت عموماً یہ ہے کہ آپ آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر دو رکعتیں وتر کی اور پھر ایک رکعت ساری نماز کو وتر بنانے کے لئے پڑھتے تھے۔ تو گویا گیارہ رکعتوں کی سنّت بالعموم ثابت

ہے (مسلم کتاب الصلوۃ المسافر وقصرھا حدیث نمبر 1220) اسی لئے جماعت احمدیہ میں بھی یہی طریق ہے۔ قادیان میں ہمیں گیارہ رکعتیں ہی سکھائی جاتی تھیں۔ ...... چنانچہ قادیان میں جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے تراویح کے وقت بھی بعض لوگ اس لئے اکٹھے ہوتے تھے کہ صبح نہیں اٹھ سکتے یا کسی لحاظ سے کوئی دِقّت تھی مگر کچھ لوگ اس لئے بھی اکٹھے ہوتے ہیں کہ تراویح میں پورے قرآنِ کریم کا دَور ہو جائے گا اور ہر روز ایک پارہ سے کچھ زائد سننے کا موقع ملے گا ان میں سے بہت سے ایسے بھی تھے جو پھر تہجد کے لئے بھی اٹھتے تھے۔ تو یہ تو اپنی اپنی توفیق کی بات ہے مصروفیات کی بھی بات ہے جس کو توفیق ملے اس کو تراویح کے لئے بھی لانا شروع کریں جہاں تراویح کا انتظام ہے۔ ......

تراویح میں یہ جو خیال کیا جاتا ہے کہ ضروری ہے کہ روزانہ پورا ایک پارہ یا کچھ زائد تا کہ انتیس دنوں میں ایک دفعہ پورے قرآنِ کریم کا دَور مکمل کیا جا سکے اس قسم کا یہ خیال سختی کے ساتھ عمل کرنے والا خیال نہیں ہے کہ اس کے بغیر تراویح نہیں ہو سکتی۔ تراویح کی روح دراصل تہجد کا متبادل ہے یعنی وہ نوافل جو تہجد میں پڑھتے ہیں وہ آپ رات کو پڑھ لیں۔ تہجد کے متعلق قرآنِ کریم نے جو اصولی تعلیم دی ہے وہ یہ ہے کہ جس قدر بھی قرآنِ کریم میسر آجائے پڑھ لیا جائے۔ میسر آنے سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص کی اپنی توفیق ہے اپنا علم ہے جتنی سورتیں یاد ہیں اسکے مطابق وہ تہجد کے وقت پڑھ سکتا ہے ورنہ کتاب کھول کے تو نہیں پڑھ سکتا۔ پس یہ سنّت جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں جاری ہوئی اس میں بھی حضرت عمرؓ نے ایک زائد حسن پیدا کرنے کی خاطر یہ بات پیدا کی۔ فرمایا اگر باجماعت تراویح کا انتظام کرنا ہی ہے تو کیوں نہ میں ایک قاری کو مقرر کر دوں۔ چنانچہ ایک قاری جو بہت ہی خوش الحان تھے ان کو آپ نے مقرر فرمادیا۔ (بخاری کتاب الصلوۃ التراویح) ابھی یہ بھی قطعی طور پر ثابت نہیں ہے کہ وہ پورا قرآنِ کریم پڑھ لیا کرتے تھے مگر بالعموم نتیجہ یہی نکالا جاتا ہے کہ ان کو غالباً سارا قرآنِ کریم حفظ ہو گا اور سارے قرآنِ کریم کا دَور کرتے ہوں گے تو سارا دور ضروری بھی نہیں ہے۔ اس دور کو ضروری سمجھ کر یعنی اس دور کو ضروری سمجھتے ہوئے کہ سارا قرآنِ کریم مکمل کیا جائے۔ بعض بدعتیں بھی مسلمانوں میں پیدا ہونی شروع ہو گئیں۔ چنانچہ بعض جگہ قرآنِ کریم سامنے کھول کر رکھا جاتا ہے اور وہاں سے پڑھ کر تراویح کی جاتی ہے حالانکہ باہر سے اگر قرآنِ کریم پڑھنا ہے تو تہجد تو ختم ہو گیا۔ تہجد کا تو کچھ بھی باقی نہ رہا۔ تہجد تو اس بات کی اجازت ہی نہیں دیتا کہ آپ کی توجہ کسی دوسری چیز کی طرف ہو۔ اس لئے قرآنِ کریم کی جو روح اور اس کا منشاء ہے اس کو پورا کرنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ مَاتَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (المزمل: 21) قرآنِ کریم سے جو بھی میسر آجائے اس کو آپ پڑھیں۔ اس لئے خواہ مخواہ تکلفات سے کام نہ لیں بلکہ جس حد تک بھی حفاظ موجود ہیں اس حد تک قرآنِ کریم کی تلاوت کی جائے اور تنوّع پیدا کرنے کے لئے اور اس حکمت کے پیش نظر کہ بعض لوگوں کو بعض سورتیں یاد ہوتی ہیں بعض دوسروں کو دوسری یاد ہوتی ہیں آپ باریاں بدل سکتے ہیں۔ یعنی بجائے اس کے کہ ایک ہی آدمی ہمیشہ تراویح پڑھائے جماعت جائزہ لے لے، مختلف دوستوں کو جتنی سورتیں یاد ہیں ان کو جمع کر کے یہ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ قرآنِ کریم اس وقت سننے کا موقع مل جائے۔

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 267 تا 270)

اعتکاف

رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھانے کا ایک طریق اعتکاف بھی ہے۔ جس کا قرآن شریف اور احادیث میں ذکر آتا ہے۔ رمضان کے آخری عشرے میں جامع مسجد میں دن رات قیام کرنا مسنون اعتکاف ہے اور یہ دس دن رات خصوصیت کے ساتھ نماز، تلاوت قرآن، ذکر الٰہی اور دعاؤں میں گزارے جائیں اور حوائج ضروریہ کے سوا مسجد سے باہر نہ نکلا جائے، گویا انسان دنیا سے کٹ کر کلّیۃً خدا کے لیے وقف ہو جائے۔ اعتکاف فرض نہیں بلکہ حالات اور توفیق پر موقوف ہے۔ مگر اس میں شبہ نہیں کہ جس شخص کے حالات اجازت دیں اور اسے اعتکاف کا موقع میسّر آئے اس کے لیے یہ طریق روحانی ترقی کے واسطے بہت مفید ہے۔ لیکن جس شخص کو اس کے حالات اجازت نہ دیں تو اس کا رمضان کے مہینہ میں اپنے اوقات کا زیادہ سے زیادہ حصہ مسجد میں گزارتے ہوئے نماز و قرآن، ذکر الٰہی اور دعاؤں میں صرف رہنا کسی حد تک اعتکاف کا متبادل ہو سکتا ہے۔

تلاوت قرآن

رمضان المبارک کے مہینے کو قرآنِ کریم کے ساتھ خاص مناسبت ہے۔ فرمایا: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ۔ (البقرۃ:186)

احادیث سے پتا چلتا ہے کہ ہر رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہو کر آنحضور ﷺ کے ساتھ قرآنِ کریم کی دہرائی کیا کرتے تھے۔ (بخاری کتاب بدء الوحی) ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ نے خصوصیت سے یہ بھی فرمایا ہے کہ: اَلصِّيَامُ وَالْقُرْاٰنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ...... روزے اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے۔ روزے کہیں گے: اے میرے ربّ! میں نے اس بندے کو دن کے وقت کھانے پینے اور خواہشات سے روکا۔ پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا کہ میں نے اسے رات کو نیند سے روکے رکھا۔ پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(مسند احمد، مسند المکثرین من الصحابہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن کے فیوض سے انسان تبھی حصہ وافر لے سکتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحیمیت کو جوش میں لائے۔ اسی لیے رمضان کے مہینے میں کثرت تلاوت پر زور دیا گیا ہے''۔ (خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 958) مزید فرمایا: ''ہمارے بزرگ محدثین یعنی علم حدیث کے جو علماء تھے وہ تو رمضان کے مہینے میں اپنی حدیث کی کتب کے مسوّدات اور پوتھیوں وغیرہ کو بند کر دیتے تھے اور صرف قرآنِ کریم کو ہاتھ میں پکڑ لیتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ رمضان میں قرآنِ کریم کی کثرت سے تلاوت کی جائے''۔ (خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 959)

انفاق فی سبیل اللہ

رمضان المبارک میں نفلی صدقات بھی زیادہ سے زیادہ دینے کی کوشش کرنی چاہیے، حدیث شریف میں ہے کہ ''كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ'' یعنی اگرچہ حضور اکرم ﷺ کی سخاوت کا دریا پورے سال ہی موجزن رہتا تھا، لیکن ماہِ رمضان المبارک میں آپ ﷺ کی سخاوت ایسی ہوتی تھی جیسے جھونکے مارتی ہوئی ہوائیں چلتی ہیں۔ (بخاری۔ روایت نمبر: 1902) انفاق فی سبیل اللہ تو خاص طور پر اپنے نفس کی بہتری کا موجب قرار دیا گیا ہے ''وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ'' (محمد:39) ترجمہ: اور خرچ کرو (یہ) تمہارے لئے بہتر ہوگا۔

لہٰذا ہمیں بھی اس بابرکت مہینے میں اس سنّت پر عمل کرتے ہوئے بکثرت صدقات کرنے چاہئیں۔

صدقۃالفطر / فطرانہ

رمضان المبارک کی عبادات میں سے ایک صدقۃالفطر بھی ہے جس کی برکات عام صدقہ سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ یہ نفل نہیں بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اسے روزہ دار کو لغو اور بیہودہ باتوں سے پاک کرنے اور مسکینوں کی خوراک کے لیے فرض قرار دیا ہے۔ فرمایا: جس نے اسے نمازِ عید سے پہلے ادا کر دیا تو یہ مقبول زکوٰۃ ہے اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا تو وہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔

(سنن ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب زکاۃ الفطر حدیث:1609)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃِ فطر مسلمانوں پر فرض کی ہے خواہ غلام ہو یا آزاد، مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا اور آپؐ نے حکم دیا کہ وہ ادا کی جائے پیشتر اس کے کہ لوگ نماز کے لیے نکلیں۔ (صحیح البخاری کتاب الزکاۃ، حدیث:1503)

روزوں کی قبولیّت

روزہ یعنی خدا کی رضا کے لئے کھانے پینے اور جنسی خواہش سے رُکنے کا حکم، ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کے لئے بطور علامت ہے۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جو شخص روزہ رکھتے ہوئے باطل کام اور باطل کلام نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (بخاری کتاب الصوم۔ حدیث نمبر 1903)

یعنی روزے کے مقبول ہونے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات ومنکرات سے بھی زبان ودہن اور دوسرے اعضاء کی حفاظت کرے۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کے روزے کی کوئی پرواہ نہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزے کے ثمرات میں سے بھوکا رہنے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے (کی مشقت) کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ (سنن ابن ماجہ حدیث 1690)

یعنی انسان اگر گناہوں (غیبت وریا وغیرہ) سے نہ بچے تو روزہ، تراویح اور تہجد وغیرہ سب بیکار ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''جہاں تک روزہ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم ﷺ کے ذریعہ حکم دیا اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ (بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول انّی صائم اذا شتم) یعنی روزہ گناہوں سے بچاتا اور عذابِ الٰہی سے محفوظ رکھتا ہے۔ انسان کی روحانی سیر کی ابتدا گناہوں سے بچنے سے شروع ہوتی ہے اور اس سیر روحانی کی انتہا اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچتے ہوئے اس کی رضا کی جنتوں میں داخل ہونے پر ختم ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چونکہ روزہ کا اور رمضان کے مہینے کی عبادتوں کا قیام اس غرض سے ہے کہ انسان ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے جس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بھی محفوظ رہے اور اس کی رضا کی جنتوں میں بھی داخل ہو جائے اس لئے ہم تمہیں اس طرف توجہ دلاتے ہیں''۔

(خطباتِ ناصر جلد دوئم صفحہ 954)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس روحانی موسم بہار کی جملہ برکات بھرپور انداز میں سمیٹنے اور اس کے شیریں ثمرات وحسنات سے وافر حصّہ پانے کی توفیق بخشے، آمین۔

اللہ سے بندے کو ملا دیتے ہیں روزے

(ثاقب زیروی)

اک شمع سی سینے میں جلا دیتے ہیں روزے
راتوں کو سماں دن کا دکھا دیتے ہیں روزے

سوئی ہوئی تقدیر جگا دیتے ہیں روزے
مولا کی اطاعت کا مزا دیتے ہیں روزے

آنکھوں پہ نہیں رہتا کوئی نفس کا پردہ
انسان کو انسان بنا دیتے ہیں روزے

آلائشیں ڈھل جاتی ہیں سب قلب و نظر کی
کچھ روح کو اس طرح جِلا دیتے ہیں روزے

اُٹھتی ہیں مساجد سے تلاوت کی صدائیں
اللہ کا پیغام سنا دیتے ہیں روزے

ڈھل جاتا ہے دل عجز کے سانچوں میں کچھ ایسا
چنگل سے تکبر کے چھڑا دیتے ہیں روزے

ہے جس کے لئے خلد بریں منزل آخر
اُس راہ پہ ہستی کو لگا دیتے ہیں روزے

اِک نُور سا ہر سمت برستا ہے فضا میں
تطہیر کی خوشبو میں بسا دیتے ہیں روزے

روحوں میں اُترتی ہے صدا ''ملہم حق'' کی
اللہ سے بندے کو ملا دیتے ہیں روزے

ہوتا ہے کچھ اس طرح درِ لطف و کرم وا
جو مانگے کوئی اُس سے سوا دیتے ہیں روزے

(مرسلہ: مکرم حمید اللہ ظفر صاحب، سیکرٹری تحریک جدید جرمنی)

ہم احمدی انصار ہیں

کارگزاری ماہ ستمبر 2024ء

رپورٹ: مکرم میاں عمر عزیز صاحب، ایڈیشنل قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی

احمدیہ چیریٹی واک

ماہ ستمبر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ جرمنی کو مختلف مجالس میں 23 احمدیہ چیریٹی واکس منعقد کرنے کی توفیق ملی جن کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

نمبر شمار	نام مجلس	2024ء	مرکزی مہمان	مہمان خصوصی	مہمانان	احباب	کیفیت
1	Eich Worms	یکم ستمبر	مکرم ندیم احمد صاحب نائب قائد ایثار	Mr. Kessel Bernd Hermann لارڈ میئر	10	83	
2	Bocholt	کم ستمبر	مکرم عمران ناصر صاحب نائب قائد ایثار	Mr. Thomas Kerkhoff میئر	50	100	
3	Wittlich	8 ستمبر	محترم بشیر احمد ریحان صاحب، صدر مجلس انصاراللہ جرمنی	Mr. Joachim Rodenkirchen میئر	26	145	خدمت گزار انصار کی حوصلہ افزائی کی اور میئر کو یادگاری شیلڈ دی
4	Stockstadt/Biebesheim	14 ستمبر	مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب، ایڈیشنل قائد ایثار	Mr. Thomas Reichel میئر	6	104	
5	Ginsheim Gustavsburg	14 ستمبر	محترم بشیر احمد ریحان صاحب، صدر مجلس انصاراللہ جرمنی	Mr. Thorstan Siehe	35	120	میئر کو ایک یادگاری شیلڈ بھی دی
6	Rodgau	15 ستمبر	مکرم حافظ محمد ظفراللہ صاحب، نائب صدر صف دوم	Mr. Max Breitenbach میئر	33	134	
7	Münster Hessen	15 ستمبر	ندیم احمد صاحب نائب قائد ایثار، مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب	Mr. Joachim Schledt میئر	5	36	
8	Bad Segeberg	21 ستمبر	محترم ظفر احمد ناگی صاحب، نائب صدر اوّل				
9	Simbach	21 ستمبر	مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب، ایڈیشنل قائد ایثار				
10	Heddesheim	22 ستمبر	مکرم اشفاق احمد سندھو صاحب				
11	Bremen	22 ستمبر	مکرم اشفاق احمد سندھو صاحب				
12	Neuwied	22 ستمبر	مکرم ظہیر احمد صاحب، ایڈیشنل قائد ایثار	Mr. Christian Greiner لارڈ میئر	14	107	میئر کو ایک یادگاری شیلڈ بھی دی
13	Oberursel	22 ستمبر	مکرم ندیم احمد صاحب	Mr. Wail Frank میئر	10	80	
14	Rödermark	22 ستمبر	مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب، ایڈیشنل قائد ایثار	Mr. Jörg Rotter میئر	60	135	میئر کو ایک یادگاری شیلڈ بھی دی
15	Waiblingen	22 ستمبر	مکرم طیب شہزاد صاحب، قائد تبلیغ	Mr. Holzwath لارڈ میئر	20	205	میئر کو ایک یادگاری شیلڈ بھی دی
16	Nidda	28 ستمبر	محترم صداقت احمد صاحب، مشنری انچارج جرمنی				

مورخہ 29 ستمبر کو بھی متعدد مجالس میں چیریٹی واکس منعقد کی گئیں۔ جن میں مجلس Leipzip، Bad Marienberg, Stade, Weil der Stadt, Obertshausen, Eppertshausen اور مجلس Hattersheim شامل ہیں۔

ان تمام چیریٹی واکس میں جرمن اور احمدی احباب کی ایک کثیر تعداد نے حصہ لیا۔ مرکز کی طرف سے قائد مال، قائد ایثار، قائد تبلیغ، قائد عمومی اور ایڈیشنل قائد ایثار نے شرکت کی اور ڈیوٹی دینے والے انصار بھائیوں اور شاملین کی حوصلہ افزائی کی۔ ان تمام چیریٹی واکس کے اختتام پر اختتامی تقریب منعقد کی جاتی ہے جس کا آغاز تلاوتِ قرآنِ کریم اور اس کے جرمن ترجمے سے ہوتا ہے اور اس کے بعد جماعت کا تعارف کروایا جاتا ہے۔ ان واکس کو عمر کے لحاظ سے مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، بچوں کے لیے علیحدہ اور اسی طرح مرد و خواتین کے لیے واک میں علیحدہ علیحدہ فاصلے مقرر کئے جاتے ہیں اور آخر میں پوزیشنز لینے والے احباب کو انعامات بھی دیئے جاتے ہیں۔ ان تمام چیریٹی واکس کے اختتام پر جمع ہونے والی رقوم کے امدادی چیکس مقامی سماجی تنظیموں میں تقسیم کئے گئے مقامی اخبارات اور میڈیا میں بھی ان چیریٹی واکس کی تشہیر کی گئی اور مجلس انصاراللہ جرمنی کو ایک کثیر تعداد میں جماعت کا پیغام جرمن احباب تک پہنچانے کی توفیق ملی۔

شجرکاری مہم

مجلس انصاراللہ جرمنی مختلف شہروں میں شہری انتظامیہ کے ساتھ مل کر شجرکاری مہم کے تحت درخت لگاتی ہے۔ ماہ ستمبر میں درج ذیل شہروں میں پودے لگائے گئے:

نمبر	نام مجلس	تاریخ	مرکزی مہمان	مہمان	حاضرین
1	Riedstadt	6 ستمبر 2024ء	ایڈیشنل قائد ایثار مجلس انصاراللہ جرمنی مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب	رکن صوبائی اسمبلی Stirböck Mr. Oliver	9
2	Gross Gerau کا ایک سکول	11 ستمبر 2024ء	ایڈیشنل قائد ایثار مجلس انصاراللہ جرمنی مکرم خواجہ رفیق احمد صاحب	میئر Mr. Jörg Rüddenklau	8

سکول کے بچوں، ان کے والدین اور اساتذہ نے بھی اس پروگرام کو بہت پسند کیا اور پودا لگانے میں بھی مدد کروائی۔ ان تمام مہمانوں نے اور خصوصی طور پر مئیر صاحب نے اس موقع پر جماعت کا بہت شکریہ ادا کیا اور جماعت کی اس مہم کو بہت پسند کیا اور کہا کہ وہ جماعت کو بہت سالوں سے جانتے ہیں اور جماعتِ احمدیہ ہمارے دِلوں میں بستی ہے اور جماعت کو اس قسم کے پروگرامز جاری رکھنے چاہییں۔

ان تمام تقریبات کی تشہیر مقامی میڈیا اور سوشل میڈیا پر بھی باقاعدگی کے ساتھ کی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں جماعت کا پیغام سینکڑوں افراد تک پہنچانے کی توفیق ملتی ہے۔ مجلس انصاراللہ، جرمنی کی شجرکاری مہم الحمدللہ بڑی باقاعدگی کے ساتھ جرمنی بھر میں سارا سال جاری رہتی ہے جو کہ ملک بھر میں جماعت کی نیک نامی کا باعث بنتی ہے اور اس مہم کے تحت سال بھر میں بیسیوں پودے لگائے جاتے ہیں۔

احمدیہ لنگر

مجلس انصاراللہ جرمنی کو احمدیہ موبائل لنگر سکیم کے تحت مختلف شہروں میں بے گھر افراد کو باقاعدگی کے ساتھ کھانا مہیا کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پروگرام سارا سال جاری رہتے ہیں جس کے نتیجہ میں خدمتِ انسانیت کے علاوہ جماعت احمدیہ کا تعارف کروانے کا موقع بھی میسر آتا ہے۔ ماہ ستمبر 2024ء میں مندرجہ ذیل مقامات پر انصار نے بے گھر اور ضرورت مند افراد میں کھانا تقسیم کرنے کی سعادت پائی:

نمبر شمار	نام مجلس	مقام تقسیم لنگر	تاریخ	تعداد افراد	انصار
1	München	Münchener Freiheit	8 ستمبر 2024ء	300	10
2	Neuwied		9 ستمبر 2024ء	60	8
3	F -Rödelheim		11 ستمبر 2024ء	50	5

مسجد بیت الحمد وِٹلش کی سلور جوبلی

جاوید اقبال ناصر مربی سلسلہ وٹلش جرمنی

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ جرمنی کو سو مساجد تعمیر کرنے کا ہدف عطا فرمایا تھا۔ اس بابرکت سکیم کے تحت سب سے پہلی باقاعدہ تعمیر[1] ہونے والی مسجد Wittlich میں حمد مسجد کے نام سے 2000ء میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی جسے امسال 9 جنوری کو 25 سال مکمل ہوئے۔ اس سلسلہ میں جماعت وٹلش نے 9 جنوری کو مسجد حمد میں ایک شاندار تقریب منعقد کی جس میں مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے سیاستدان، متعدد شہروں کے میئرز، جرمن قومی آسمبلی کے ممبران، پولیس کے افسران اور سکول کے ہیڈ ماسٹر شامل ہوئے جن کی کل تعداد 51 تھی۔

وقت مقررہ پر تقریب کا آغاز محترم نیشنل امیر صاحب جماعت جرمنی کی زیر صدارت تلاوت قرآن اور جرمن ترجمہ پیش کئے جانے کے ساتھ ہوا۔ جس کے بعد ایک ویڈیو دکھائی گئی جس میں جرمن جماعت کی سالانہ سرگرمیوں کی تفصیل پیش کی گئی۔ اس کے بعد جماعت Wittlich کی 25 سالہ کارگزاری کی ایک جھلک مہمانوں کے سامنے پیش کی گئی۔ بعدازاں شہر کے میئر Joachim Rodenkirsch حاضرین سے مخاطب ہوئے اور اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے جماعتی خدمات کو سراہا۔ قومی آسمبلی کی ممبر محترمہ Lena Werner نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے جماعت کی خدمتِ انسانیت کی کوششوں کو سراہا اور جماعت کے افراد کو معاشرے کا ایک مفید وجود قرار دیا۔ اس کے بعد ایک اور قومی آسمبلی کے ممبر جناب Patrick Schnieder نے سٹیج پر آ کر جماعت کے جرمن اور جرمن کے باہر کے ممالک میں ہونے والے کاموں پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جماعت کے ماٹو کی مداح سرائی کی۔ بعدہٗ نیشنل امیر صاحب نے ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور بتایا کہ دنیا میں ہونے والی جنگوں کی وجہ حقیقی انصاف کا فقدان ہے۔ آخر پر صدر جماعت وٹلش مکرم طاہر احمد ظفر صاحب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی کلمات میں اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کے بعض ذاتی واقعات سنا کر ہستی باری تعالیٰ کا مضمون بیان کیا۔ اس کے ساتھ تقریب اختتام پذیر ہوئی جس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ اس دوران بھی تبلیغی نقطہ نظر سے مہمانان سے گفتگو ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس تقریب کے نیک اثرات پیدا فرمائے، آمین۔

1- یاد رہے کہ سو مساجد سکیم کا اوّلین پھل خود حضورؒ نے مہدی آباد کو قرار دیا تھا۔

خلیفہ وقت کی دُعا کا معجزہ

ہماری (جرمن) نو مبائعہ بیٹی جس نے اپنی فیملی کے ساتھ اکتوبر 2023ء میں بیعت کی تھی، جون 2024ء میں شدید بیمار ہو گئی۔ جولائی کے آخر میں Leukemia یا خون کا سرطان کی تشخیص ہوئی اور حالات یہ تھے کہ فیملی والے اس کی زندگی کی دعائیں کر رہے تھے۔

اگست 2024ء میں خاکسار کی اہلیہ نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خط لکھے اور اس فیملی کو بھی دعائیہ خطوط لکھنے کی تلقین کی۔ نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کی ایک ممبر کی حضور سے ملاقات میں انہوں نے بھی اس بچی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ اس پر حضور نے دعا کے علاوہ ہدایت کی کہ مجھے اس کی بیماری اور صحت کے بارہ میں مطلع کرتے رہنا۔

اسی دوران اس بچی کو جس کی عمر 20 سال ہے، Mainz ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ جہاں اُسے نئے خلیات (Stem Cells) کی ضرورت پڑی۔ پیارے حضور کی دعا کا نتیجہ تھا کہ بہت جلد تین لوگ مل گئے۔ اُن میں سے ایک کے خلیات اس بچی سے نسبتاً بہت قریب 9 پوائنٹ پر تھے، 18 اکتوبر کو یہ ان کے جسم میں داخل کئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ان کی حالت بہتر ہونی شروع ہوئی۔ اسی اثنا میں خاکسار کی اہلیہ ہر ہفتہ حضور انور کو باقاعدگی سے رپورٹ بھیجتی رہی اور اس طرح بفضل اللہ تعالیٰ یہ بچی صحت کاملہ کی طرف رواں دواں ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ یہ پیارے حضور کی دُعا کا نتیجہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم کے ساتھ قبول کی، الحمدللہ۔

نوٹ: آج مورخہ 16 جنوری 2025ء کو یہ بچی اور اس کی نانی جان جو خود بھی احمدی ہیں۔ حضور کو شکریہ کا خط لکھنے ہمارے گھر آئے ہیں۔

(طاہر احمد ظفر، صدر جماعت وٹلش)

جماعت احمدیہ ہائیڈل برگ کے پچاس سال

رپورٹ: مکرم وسیم احمد جنجوعہ صاحب، جنرل سیکرٹری ہائیڈل برگ

12 جنوری 2025ء کو جماعت احمدیہ ہائیڈل برگ نے Rheingold Halle Mannheim میں پچاس سال پورے ہونے پر جشن تشکر منایا جس میں جملہ افراد جماعت Heidelberg نے شرکت کی۔ اس موقع پر تمام سابق صدران جماعت ہائیڈل برگ، اس جماعت کے وہ واقفین جو مربی سلسلہ بن کر میدان عمل میں مصروف ہیں اور ذیلی تنظیموں کے قائدین و زعماء کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ پروگرام میں نیشنل امیر جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاوزر صاحب کے ساتھ مکرم مولانا حیدرعلی ظفر صاحب، مکرم مولانا محمد الیاس منیر صاحب مربیان سلسلہ، مکرم حسنات احمد صاحب نائب امیر جرمنی اور رکن مجلس ادارت اخبار احمدیہ مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب نے بھی شرکت کی۔

پروگرام کے آغاز میں صدر جماعت ہائیڈل برگ مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ شام پانچ بجے تلاوت قرآنِ کریم کے ساتھ اس بابرکت تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآنِ کریم و نظم کے بعد صدر صاحب جماعت نے مختصر طور پر ہائیڈل برگ جماعت کی تاریخ بیان کی اور بتایا کہ 1974ء میں آٹھ احباب پر مشتمل جماعت تشکیل دی گئی جس کی موجودہ تجنید تین سو سے زائد ہے، الحمدللہ۔

موصوف کے ان تعارفی کلمات کے بعد مکرم انعام اسلم صاحب سیکرٹری تعلیم نے پروگرام کی نظامت کی۔ پہلے ایک ڈاکومینٹری پیش کی گئی جس میں جماعت ہائیڈل برگ کے آغاز اور ابتدائی ممبران کا تعارف کرایا گیا اور ابتدائی دور کی تصاویر پیش کی گئیں اور بتایا گیا کہ 1974 میں مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب مرحوم نے اس جماعت کا دورہ کر کے انتخابات کروائے اور مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب پہلے صدر جماعت اور مکرم مبشر احمد طاہر صاحب پہلے قائد مجلس خدام الاحمدیہ منتخب ہوئے تھے۔ 1985 میں لجنہ اماء اللہ کا قیام عمل میں آیا اور مکرمہ بشریٰ بشیر صاحبہ اہلیہ چوہدری بشیر احمد صاحب پہلی صدر لجنہ منتخب ہوئیں۔

جماعتی تاریخ کے ساتھ ساتھ تبلیغ اور رفاہ عامہ کے کاموں پر مشتمل رپورٹ بھی پیش کی گئی۔ اسی طرح ابتدائی نماز سینٹرز کی تصاویر دکھاتے ہوئے بتایا گیا کہ پہلا نماز سینٹر Rohrbachstr. 62 پر حاصل کیا گیا جس کے بعد Leimen کے علاقہ میں اور پھر Eppelheim میں ایک تہہ خانے کو کچھ عرصہ کے لئے اس مقصد کی خاطر استعمال کیا گیا۔ بعد میں شہر کے میئر نے Rathaus کے نیچے ایک ہال نما کمرہ نماز سینٹر کے لئے مہیا کر دیا جو 10 سال تک جماعت ہائیڈل برگ کے زیر استعمال رہا۔ اب یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک قطعہ زمین جس پر ایک موزوں عمارت بھی تعمیر شدہ ہے، خرید کے آخری مراحل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جماعت کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے، آمین۔

21 مئی 1999ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ہائیڈل برگ کا دورہ فرمایا اور تین دن تک اس شہر میں قیام فرمایا۔ اس دوران لجنہ اماء اللہ کو برکت بخشی اور خواتین سے خطاب فرمایا۔ یہ لمحات جماعت ہائیڈل برگ کے لئے یادگار اور قیمتی سرمایہ ہیں۔ اس ڈاکومینٹری میں مختلف احباب جماعت کے انٹرویو بھی پیش کئے گئے۔

ڈاکیومینٹری کے بعد ایک ترانہ پیش کیا گیا جس میں ہائیڈل برگ جماعت کے پچاس سال پورے ہونے کا ذکر تھا۔ ترانے کے بعد مکرم نوید احمد شاد صاحب مربی سلسلہ اور مکرم حسنات احمد صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ لجنہ کی تاریخ پر مشتمل ڈاکومینٹری بھی پیش کی گئی۔ بعد ازاں مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ قوموں کی زندگی میں تاریخ کی کیا اہمیت ہے۔

اس کے بعد مکرم نیشنل امیر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ جماعت ہائیڈل برگ نے پچاس سال پورے بھی کئے اور اپنی تاریخ کو بھی سنبھال کر رکھا۔ ماضی کو بھلایا نہیں بلکہ بڑی اچھی ڈاکومنٹری تیار کی۔

مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میری بہت سی حسین یادیں ہائیڈل برگ جماعت اور شہر سے وابستہ ہیں۔ 1975 میں خاکسار جب یہاں آیا تو بہت سے دوست اپنے مستقبل کے بارے میں فکرمند تھے۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں ان دوستوں کی دوسری نسل رہ رہی ہے اور خدا نے ہر قسم کے فضلوں اور نعمتوں سے نوازا ہے۔ لہٰذا شکرگزاری کے جذبات پیدا کرتے ہوئے نمازوں اور دعاؤں کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

اس کے بعد نیشنل امیر صاحب نے خلفاء کے بابرکت دوروں کی یادیں تازہ کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی یہاں تشریف لائے تھے اور آپ نے حضرت بیگم صاحبہ کے ہمراہ ہائیڈل برگ کے قلعہ کی سیر بھی کی تھی۔ آپ نے جماعت ہائیڈل برگ کے افراد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا آپ نے 50 سال تو گزارے ہیں لیکن اب ایک نیا دور شروع ہو رہا ہے اور دنیا کے حالات اور نقشے بھی تبدیل ہو رہے ہیں اور دنیا ایک نئے رنگ میں آرہی ہے۔ اور میرا تجربہ ہے کہ جب ایسے بے چینی اور خوف کے حالات پیدا ہوتے ہیں تو جماعت کی تبلیغ کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ یہاں تبلیغ میں تیزی آئے۔ آخر پر مکرم حیدر علی ظفر صاحب مربی سلسلہ نے اختتامی دعا کروائی۔

جماعت ہائیڈل برگ کی موجودہ تجنید 310 ہے۔ جن میں 32 واقفینِ نَو اور 43 واقفات نو شامل ہیں۔ جماعت ہائیڈل برگ کے تین واقفینِ نَو مربی سلسلہ بن کر جماعت کی خدمت بجالا رہے ہیں جن میں مکرم محمد عمران بشارت صاحب، مکرم اکرام محمود اسلم صاحب اور مکرم اسامہ سلیم جنجوعہ صاحب شامل ہیں۔ اس موقع پر کل 255 افراد جماعت اور مہمانان کرام شامل ہوئے۔

جماعتی انتخابات میں ووٹ کس کو دیا جائے؟

(مکرم ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ صاحب، سیکرٹری امور خارجیہ جرمنی)

دنیاوی انتخابات کے مقابل پر ہمارا نظام انتخاب بالکل مختلف بنیادوں پر استوار ہے۔اس لئے اکثر ایسے سوالات اٹھتے ہیں کہ مثلاً اگر ہم مجوزہ شخص کو نہ جانتے ہوں تو ووٹ کیسے دیں؟ اگر کوئی بھی اہل نہ ہو تو کیا کریں؟ کیسے معلوم ہو گا کہ متقی کون ہے؟ وغیرہ۔ چنانچہ اس پس منظر میں جماعتی تعلیم پیش خدمت ہے۔

نمائندگان شوریٰ کے انتخاب کی اہمیت

بعض احباب مقامی جماعت کے انتخاب کی اہمیت سے واقف نہیں ہوتے۔نمائندگان شوریٰ اور مقامی عہدیداران کا انتخاب پہلی اینٹ ہے اس نظام کی جس کے آخر پر خلافت ہے۔ اس سے مقامی انتخاب کی اہمیت ظاہر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

"ایک دفعہ تو تقویٰ کی حرکت اوپر سے نیچے کی طرف ہے نبوت سے تقویٰ اترتا ہے اور نیچے تک تقویٰ کا رس گھلتا چلا جاتا ہے۔تقویٰ کا پانی جڑوں تک پہنچ کر ان میں سرایت کر جاتا ہے۔ پھر ان سے جو نشوونما اٹھتی ہے وہ مبنی بر تقویٰ ہوا کرتی ہے اور اس جماعت کے جو نمائندگان پھر آخر پر آکر آئندہ کبھی خلافت کا انتخاب کرتے ہیں تو ان کا انتخاب بلاشبہ اللہ کا انتخاب ہوتا ہے... اگر نبوت سے تقویٰ نبوت کے ساتھیوں میں سرایت کر گیا ہے اور انہوں نے انتخاب کیا ہے اور اگر اس تقویٰ کی حفاظت کی گئی ہے اور نسلاً بعد نسلٍ یہ تقویٰ قائم رکھا گیا ہے تو لازماً ہر انتخاب خدا کا انتخاب ہو گا صرف خلافت ہی کا نہیں امارت کا انتخاب بھی خدا کا انتخاب ہو گا۔صدارت کا انتخاب بھی خدا کا انتخاب ہو گا۔ زعامت کا انتخاب بھی خدا کا انتخاب ہو گا" (خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 256-259)۔

ووٹر کی ذمہ داری

ووٹ دینے کے متعلق قرآن وضاحت فرماتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا (النساء:59)۔ یقیناً اللہ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل لوگوں کے سپرد کرو، یہ ووٹ دینے کا واحد تقاضا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پہلی ذمہ داری رائے دہی کا حق ادا کرنے والوں کی ہے کہ عُہدہ ایک امانت ہے اس لئے تمہاری نظر میں جو بہترین شخص ہے اُس کے حق میں اپنا ووٹ استعمال کرو۔ ووٹ دینے سے پہلے یہ جائزہ لو کہ آیا یہ اس عہدہ کا اہل بھی ہے کہ نہیں۔جس کے حق میں تم ووٹ دے رہے ہو یا ووٹ دینا چاہتے ہو وہ اس عہدہ کا حق ادا کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے یا نہیں؟ جتنی بڑی ذمہ داری کسی کے سپرد کرنے کے لئے آپ خلیفہ وقت کو مشورہ دینے کے لئے جمع ہوئے ہیں، اُتنی زیادہ سوچ بچار اور دعا کی ضرورت ہے۔ یہ نہیں کہ یہ شخص مجھے پسند ہے تو اُسے ووٹ دیا جائے۔ یا فلاں میرا عزیز ہے تو اُسے ووٹ دیا جائے۔ یا فلاں میرا برادری میں سے ہے۔...... اس لئے اُس کو ووٹ دیا جائے۔کوئی ذات پات عہدیدار منتخب کرنے کی راہ میں حائل نہیں ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ جواب طلبی صرف عہدیدار کی نہیں کرتا کہ کیوں تم نے صحیح کام نہیں کیا۔ بلکہ ووٹ دینے والے بھی پوچھے جائیں گے کہ کیوں تم نے رائے دہی کا اپنا حق صحیح طور پر استعمال نہیں کیا''۔

(خطبات مسرور جلد 11 صفحہ 224)

کسی کو متقی کیسے کہہ سکتے ہے؟

سب سے اہم بات یہ ہے کہ انتخاب کرنے والے متقی ہوں کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ انتخاب کرنے والے تو غیر متقی ہوں مگر منتخب متقیوں کو کریں! لیکن متقی کا پتہ کیسے لگے؟ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''ہمیشہ انتخاب سے پہلے ضرور دعا کرنی چاہئے اور تقویٰ کے ساتھ اپنے رب کے حضور جھکتے ہوئے اس سے یہ التجا کرتے ہوئے دعا کرنی چاہئے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری پسند تیری پسند ہو۔ہم چاہتے ہیں کہ تیری پسند ہماری پسند ہو جائے۔ ہماری پسندوں کے فاصلے مٹ جائیں۔ لیکن ہم لاعلم ہیں جیسا کہ تو نے خود فرمایا کہ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ (النجم:33) اللہ بہتر جانتا ہے تمہیں کیا پتا کہ کون متقی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون متقی ہے تو عاجزانہ عرض کی ہے کہ اے خدا! ہم اکٹھے تو تیری رضا کے مطابق انتخاب کرنے کے لئے ہوئے ہیں مگر پوری طرح یقین سے کہہ نہیں سکتے کہ تیری رضا کیا ہے کیونکہ جسے ہم متقی سمجھتے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ متقی نہ ہو۔ پس ہم تیرے حضور عاجزانہ جھکتے ہیں تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہمارے انتخاب کو سچا انتخاب بنا دے اپنا انتخاب بنا دے''۔ (خطبات طاہر جلد 12، صفحہ 258)

متقی کی ظاہری نشانیاں

تاہم متقی کی بعض ظاہری نشانیاں بھی ہیں گو ظاہر پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''ایک ایسا شخص جس کے ساتھ واسطہ پڑتا ہو اور پتا ہو کہ جب بولے گا سچ بولے گا اس کو آپ تقویٰ سے خالی نہیں کہہ سکتے۔ ایک ایسا شخص جس کے پاس جب آپ امانت رکھوا دیں تو پتا ہے کہ وہ امانت میں خیانت نہیں کرے گا۔ایک ایسا شخص جس کے متعلق آپ جانتے ہیں کہ اسے اپنی بڑائی کی کوئی بھی خواہش نہیں اور اس میں انکسار پایا جاتا ہے، کسی قسم کا کوئی تکبر نہیں ہے۔ ایک ایسا شخص جو نظام جماعت کے سامنے ہمیشہ سرتسلیم خم کرتا ہے اور کسی جنبہ داری میں، کسی تفرقہ بازی میں کوئی حصہ

نہیں لیتا، اس کو کوئی دلچسپی نہیں ہے، یہ تقویٰ کی ظاہری علامتیں ہیں۔'' (خطبات طاہر جلد 14 صفحہ 295)

صائب الرائے کون ہوتا ہے؟

شوریٰ کے ممبران کے لئے ضروری ہے کہ وہ صائب الرائے ہوں، حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''صائب الرائے کے معنے یہ ہیں کہ وہ خود یہ طاقت رکھتا ہو کہ کسی بات کا صحیح اندازہ لگا سکے۔ وہ کسی دوسرے شخص کی بات سے متاثر نہ ہو یا کسی کی غلطی سے متاثر نہ ہو۔ وہ فیصلہ کرتے ہوئے یہ سمجھ لے کہ اس کا کسی سے بھی کوئی تعلق نہیں۔...... صاحب الرائے کے یہ معنی ہیں کہ وہ اپنے اندر قابلیت رکھتا ہو کہ غیر متعلق باتوں کو اپنے فیصلوں پر اثر انداز نہ ہونے دے''۔

(انوار العلوم جلد 24 صفحہ 438)

عہدیداروں کے لئے شرائط

جماعتی عہدہ کے لئے تین شرائط ضروری ہیں۔ اوّل خداخوفی کہ اس پر ہی ہماری بنیاد ہے۔ دوئم متعلقہ شعبہ کا کچھ علم ہو یا اگر علم نہیں تو کم از کم یہ صلاحیت ہو کہ علم حاصل کرلے۔ سوئم وقت دے سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

''ایک متقی کی کوشش ہونی چاہیئے کہ اُس کو ووٹ دیا جائے جو آپ کے نزدیک سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھنے والا ہے۔ جس عہدے کے لئے منتخب ہو رہا ہے اس کا کچھ نہ کچھ علم بھی اس کو ہو۔ پھر جماعت کے کاموں کے لئے وقت بھی دے سکتا ہو جس حد تک اس کی طاقت میں ہے وقت کی قربانی بھی دے سکتا ہو''۔

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 229)

عہدیداروں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان میں شجاعت ہو، کسی سے ڈریں نہیں۔ اپنی رائے، جب پوچھی جائے، صاف بیان کرسکیں۔ وہ فیصلوں پر عمل کروائیں اور کسی کے رُعب میں نہ آئیں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''عہدیدار کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کے اندر پابندی کرانے کا مادہ ہو، وہ ڈرپوک نہ ہو''۔

(انوار العلوم جلد 24 صفحہ 439)

صدر/امیر کی ذمہ داریوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ جماعت کو متحد رکھیں۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''بعض صدروں میں وہ صلاحیت نہیں ہوتی کہ سب کو ایک خاندان کی طرح ساتھ لے کر چلیں۔ اس لئے ان کی نااہلی کے نتیجے میں بھی بعض دفعہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ بعض دوست اس صدر کے قریب ہیں اور بعض نسبتاً دور ہیں اور یہ تاثرات ضروری نہیں کہ صحیح ہوں بعض فتنہ پرداز ایسے لوگ ہوتے ہیں جو ان تاثرات کو ہوا بھی دیتے ہیں اور اس طرح پھر افتراق پیدا کر دیتے ہیں''۔

(خطبات طاہر جلد 14 صفحہ 292)

اکثریت کی پیروی

بعض لوگ خاموشی سے دیکھتے رہتے ہیں اور جہاں اکثریت نظر آئے، وہاں ہاتھ اٹھا دیتے ہیں۔ یہ بڑی خطرناک بیماری ہے۔ ووٹ دیتے ہوئے نہ اکثریت کی طرف دیکھنا چاہئے نہ ہی یہ دیکھنا چاہئے کہ فلاں بزرگ کس کو ووٹ دے رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''دنیا میں الیکشن ہوتے ہیں تو بسا اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کے لئے زیادہ ہاتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہوں تو ایک طبقہ جو اس وقت تک خاموش بیٹھا ہوا تھا وہ بھی اپنے ہاتھ اٹھانے لگ جاتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے اگر انہوں نے ہاتھ نہیں اٹھائے تھے تو لازماً دل نے فیصلہ کیا تھا کہ یہ شخص طیّب نہیں ہے یعنی اس نقطۂ نگاہ سے طیّب نہیں ہے یا اس نقطۂ نگاہ سے موزوں نہیں ہے اس کے باوجود جب کثرت کو دیکھا تو ہاتھ اُٹھا دیئے۔ یہ کریکٹر کی کمزوری ہے جو انسان کے اندر ایک دبی ہوئی بیماری کے طور پر موجود رہتی ہے اور یہ کمزوری برائیوں کے پھیلنے میں بہت مدد دیتی ہے''۔ (خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 27)

اگر کوئی بھی اہل نہ ہو تو ووٹ کس کو دیں؟

بسا اوقات لوگ کہتے ہیں کہ کوئی بھی اہل نہیں، اس لئے ہم کسی کو ووٹ نہیں دیتے۔ یعنی انتخاب میں حصہ ہی نہیں لیتے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''ہر شخص کو ووٹ دینا ہوگا۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ ابھی تک کوئی رائے قائم نہیں کی۔ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ جب نام پیش ہوئے تو مَیں اس بات کو سمجھ نہیں سکا کہ ان میں سے کون زیادہ اہل ہے لیکن اسے یہ فیصلہ ضرور کرنا پڑے گا کہ ان میں سے کون شخص اس کی سمجھ کے زیادہ قریب ہے...... کسی فرد کو کسی پر سو فیصدی تسلی نہ ہو تب بھی اسے کچھ نہ کچھ فیصلہ ضرور کرنا پڑے گا مثلاً وہ کہہ سکتا ہے کہ ان امیدواروں پر مجھے سو فیصدی تسلی نہیں۔ ہاں فلاں شخص پر مجھے سب سے زیادہ تسلی ہے...... اور اگر اس کی سمجھ میں کچھ بھی نہیں آتا تو وہ کوئی اور نام پیش کردے اور کہے مجھے اس پر تسلی ہے چاہے اسے ایک ہی ووٹ ملے''۔

(انوار العلوم جلد 24 صفحہ 436-437)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اپنے ووٹ کو استعمال نہ کرنا بھی اس بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ مَیں اس بات کا اہل ہوں۔ گو کہ قواعد کی رو سے مَیں ووٹ تو نہیں دے سکتا لیکن کوئی دوسرا شخص میرے سے زیادہ اس بات کا اہل نہیں ہے اس لئے مَیں ووٹ استعمال نہیں کرتا''۔

(خطبات مسرور جلد 7 صفحہ 138)

جتھہ بندی نظام جماعت پر حملہ ہے

جانب داری سے کام لیتے ہوئے کسی کو ووٹ دینا نظام جماعت پر حملہ کے مترادف ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''ایک جگہ سے مجھے اطلاع ملی...... انتخاب کے بعد جو ایک شخص ہار گیا اس کو پتا چلا کہ اس کے قریبی رشتے داروں نے اس کے خلاف ووٹ ڈالے تھے تو ان کے گھر گیا۔ وہاں بڑا اس نے شکوے شکایتیں کیں کہ تم لوگ کیا چیز ہو۔ میرے عزیز رشتے دار ہو کے تم لوگ ہی مجھے لے ڈوبے! حالانکہ یہ ان کو لے ڈوبنے والا تھا وہ بچ گئے ہیں اللہ کے فضل سے۔ الٹا قصہ ہے۔ تو جہاں بھی انتخابات میں تعلقات، رشتے داریاں وغیرہ اثرانداز ہوں گی وہاں نظام جماعت کی زندگی پر حملہ ہوگا۔ اسی حد تک نظام جماعت بیمار ہوگا'' (خطبات طاہر جلد 14 صفحہ 293)

طرفداری اور گروہ بندی کے بھیانک نتیجہ کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''جہاں بعض جگہوں میں تقویٰ کی کمی ہو وہاں وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں اور جتھوں کے نتیجے میں انتخاب شروع کر دیتے ہیں۔ پس چونکہ منتخب کرنے والے غیرمتقی ہوتے ہیں اس لئے ایسے غیرمتقیوں کا امام بھی غیر متقی بن جاتا ہے۔... ایسی قیادت جب بھی اُبھرتی ہے جو جتھے بندی کے نتیجے میں اُبھرتی ہے اُس قیادت کے لازمی نتائج یہ نکلتے ہیں کہ وہ دوسرے مخلصین جو ایسی جماعتوں میں اقلیت میں پائے جاتے ہیں وہ یا تو رفتہ رفتہ تقویٰ کے دائرے سے خود باہر نکلنا شروع ہو جاتے ہیں اور جتھے کے مقابل پر جتھا بناتے ہیں یا پھر وہ بالکل جماعت میں بے اثر اور بے حقیقت ہو کے رہ جاتے ہیں اور جماعت کا رُخ ترقی کی بجائے تنزل کی جانب مڑ جاتا ہے''۔ (خطبات طاہر جلد 9 صفحہ 394)

مجھے شکایت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اگر جانبداری سے کام لیا جائے تو صدر/امیر کا فرض ہے کہ مرکز کو مطلع کرے۔متعلقہ عہدیداران تک اطلاع پہنچا دینا کافی ہے۔اس کے بعد پیچھے پڑ جانا کہ لازماً اس شخص کو سزا دی جائے، ایک ناجائز مطالبہ ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''اگر جماعت کے علم میں ایسے لوگ ہوں جن کا ماضی اس پہلو سے داغ دار ہو تو امیر جماعت کا فرض ہے کہ وہ انتخاب کی کاروائی کی رپورٹ بھیجتے وقت دیانت داری سے بتائے ...... لیکن بعض دفعہ امراء یا دوسرے عہدیداران سمجھتے ہیں کہ ہمیں کیا ضرورت ہے بڑا بننے کی۔ جہاں یہ کہا وہاں آپ تقویٰ سے گر گئے اور تقویٰ سے گرے تو ان کو اس عہدے سے بھی گرنا چاہئے تھا جو متقیوں کے لئے ہے۔... پس تقویٰ کا اس سلسلے میں دوسرا تقاضا یہ ہے کہ اگر غلط آدمی منتخب ہو رہا ہو تو دیانت داری کے ساتھ قطع نظر اس کے کہ کوئی دوست بنتا ہے یا دشمن بنتا ہے، اس وقت صورتِ حال نظام جماعت کی معرفت اوپر پہنچائی جائے''۔

(خطبات طاہر جلد 14 صفحہ 299-298)

ذلیل جاسوسیاں

بسا اوقات اس کے برعکس معاملہ بھی ہوتا ہے۔یعنی ایک تو وہ بزدل لوگ ہیں جو اس لئے خاموش رہتے ہیں کہ خواہ مخواہ کسی کی مخالفت کیوں مول لی جائے اور دوسری طرف وہ بدفطرت ہیں جو کسی کو عہدیدار بنتا دیکھیں تو اس کی شکایات لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''بعض لوگوں کی پسند کا آدمی نہیں آتا تو وہ...... ضرور اپنا بغض نکالتے ہیں۔ لمبی لمبی چٹھیاں لکھ دیتے ہیں...... کہ یہ شخص جس کا انتخاب ہوا ہے ہم آپ کو متنبہ کر رہے ہیں بڑا خبیث آدمی ہے، اس قسم کا آدمی ہے، اس طرح یہ جھگڑالو، اس طرح اس نے شرارتیں کیں اور حال یہ ہے کہ بعض پندرہ پندرہ سال پرانے واقعات بھی لکھتا ہے وہ... میں ان سے پوچھتا ہوں کہ تمہارا تقویٰ اس وقت کیا کر رہا تھا جب پہلی دفعہ اس کی برائی سامنے آئی؟ تم کیوں سوئے ہوئے تھے۔ اگر تم نے اس وقت نظام جماعت کی معرفت اپنا حق ادا نہیں کیا تو آج تمہارا کوئی حق نہیں ہے کہ اپنی زبان کھولو.... جب مَیں کہتا ہوں اطلاع دو تو میں اس قسم کی ذلیل جاسوسیوں کی تحریک آپ کو نہیں کر رہا''۔ (خطبات طاہر جلد 14 صفحہ 299)

خاندانی بزرگی بے تعلق چیز ہے

انتخاب کے وقت کسی کا خاندانی تعارف غیرضروری ہے۔ایک مرتبہ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک انتخاب کے متعلق فرمایا:

''میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ ووٹنگ عقل اور سمجھ پر کس طرح مبنی ہے۔...... طاہر احمد شاگرد ہے اور مولوی غلام باری صاحب سیف استاد ہیں۔ استاد کو بہت کم ووٹ ملے ہیں اور شاگرد کو زیادہ...... ظاہر ہوتا ہے کہ تم نے طاہر احمد کو محض صاحبزادہ سمجھ کر ووٹ دے دیئے ہیں اور اگر ایسے اہم معاملات میں محض صاحبزادگی کی بناء پر کسی کو ترجیح دے دی جائے تو قوم تو ختم ہوگئی۔ انتخاب کے لئے کام اور قابلیت دیکھی جاتی ہے صاحبزادگی نہیں دیکھی جاتی''۔ (انوار العلوم جلد 24 صفحہ 440-441)

عہدہ وجہ عزت نہیں ہے

بعض لوگ جماعتی عہدوں کو عزت کا باعث سمجھ کر ان کے حصول کی کوشش کرتے ہیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

''بیوقوف اور بیچارے بدنصیب وہ لوگ ہیں جو جماعتی عہدوں کو اپنی عزتوں کے لئے لیبل سمجھتے ہیں اور اس کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ وہ بہت بڑے خائن ہیں، وہ نظام جماعت کو برباد کرنے والے لوگ ہیں۔ اس نیّت سے جو ووٹ دیتا ہے وہ بھی مارا گیا اور اس نیّت والے ووٹ جس کو ملتے ہیں وہ بھی بے چارا بدنصیب ہے کیونکہ غیرمتقیوں کا امام بنایا گیا ہے''۔ (خطبات طاہر جلد 11، صفحہ 854)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کی مزید وضاحت فرماتے ہیں:

''عُہدے کوئی بڑائی نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔... لوگوں کو عُہدوں کی بڑی خواہش ہوتی ہے۔ لیکن اگر اُن کو پتہ ہو کہ یہ کتنی بڑی ذمہ داری ہے اور اس کا حق ادا نہ کرنے پر خداتعالیٰ کی ناراضگی بھی ہوسکتی ہے اور اُس کی گرفت بھی ہوسکتی ہے تو ہر عہدیدار سب سے بڑھ کر، دوسروں سے بڑھ کر دن اور رات استغفار کرنے والا ہو''۔ (خطبات مسرور جلد 11 صفحہ 226)

خلاصہ

ہمارا شوریٰ و انتخابات کا نظام تقویٰ اور خلوص نیّت پر مبنی ہے۔کسی کی کیا نیّت ہے، یہ صرف اللہ جانتا ہے۔اس لئے کسی پر بدظنی نہیں کرنی چاہئے۔البتہ ہر ایک کو خود اپنی نیّت صاف رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ انتخاب دینی ہو یا ملکی ہر موقع پر آنحضور ﷺ کی سکھائی یہ دعا ضرور کرنی چاہئے کہ اَللّٰھُمَّ...... لَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا (سنن ترمذی)۔یعنی اے اللہ ہم پر وہ لوگ مسلط نہ کر جو ہم پر رحم کرنے والے نہ ہوں! واللہ المستعان۔

ادبی صفحہ

(مرتبہ: مدبّر احمد خان)

تم مِرے پاس ہوتے ہو گویا

یہ واقعہ آپ نے بھی سن رکھا ہوگا کہ جب مومن خاں مومنؔ نے اپنا یہ شعر پڑھا

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

تو غالبؔ نے مومنؔ سے کہا۔ "میرا سارا دیوان لے لو، یہ شعر مجھے دے دو"۔ معلوم نہیں کہ اس واقعے میں کتنی حقیقت ہے، بہرحال بہت زیادہ تعریف تو کی ہوگی، جس وجہ سے یہ واقعہ مشہور ہوگیا۔ داد میں برجستہ یہی جملہ کہا یا نہیں کہا، قطع نظر اس کے، اس شعر پر غالب کا اتنی داد دینا ہمیں یہ سوچنے پر ضرور مجبور کرتا ہے کہ اس شعر میں ایسی کیا بات ہے۔

سب سے پہلے تو اس شعر کی بُنت دیکھیے۔ سادہ زبان اور بالکل روزمرہ کی صرف و نحو، یعنی الفاظ کی ترتیب بالکل ایسے ہے جیسے نثر میں جملہ لکھا جاتا ہے، یا گفتگو میں بات کی جاتی ہے۔ کسی لفظ کو ادھر سے ادھر نہیں کیا گیا، اور تمام الفاظ ایسے ہیں جنہیں ایک چھوٹا بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ اگر شعر اس انداز میں کہا جائے تو اسے سہلِ ممتنع کہتے ہیں۔ اور سہلِ ممتنع دیکھنے میں جتنے آسان ہوتے ہیں، تخلیق میں اتنے ہی مشکل سمجھے جاتے ہیں۔

شعر کا مضمون بالکل واضح ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ جب کوئی نہیں ہوتا تو "تم" میرے پاس ہوتے ہو۔ اب "تم" سے کون مراد ہے۔ پہلا خیال میرا اور آپ کا یہ ہوگا کہ "تم" شاعر کا محبوب ہے۔ لیکن شاعر کا محبوب اسی وقت کیوں ہوتا ہے جب کوئی اور نہیں ہوتا؟ کیا وہ اس وقت بھی موجود نہیں ہوسکتا جب کوئی اور بھی ہو؟ یہاں "گویا" کا لفظ ہماری مدد کرتا ہے۔ "گویا" کے معنی "جیسے" کے ہیں۔ یعنی محبوب حقیقت میں موجود نہیں ہوتا لیکن کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ گویا محبوب موجود ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں تنہائی کی بات ہو رہی ہے۔ یعنی محبوب کا خیال، محبوب کی یاد، تنہائی میں شاعر کو آتی ہے۔ اچھا، کیا "تم" سے مراد محبوب ہونا لازم ہے؟ نہیں، یہاں "تم" سے مراد خدا بھی ہوسکتا ہے، اور یہاں "تم" سے مراد شاعر کی اپنی ذات بھی ہوسکتی ہے کیونکہ محبوب کی یاد، اس کا خیال، خدا کی یاد اور اس کا خیال، اور اسی طرح اپنے نفس کا سامنا کرنے کے لیے انسان کو تنہائی درکار ہوتی ہے۔ اب دیکھیے، اتنے سادہ سے شعر میں کتنے پہلو نکل آئے۔

لیکن بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ دراصل "گویا" کا ایک اور مطلب بھی ہے، یعنی "کہنا، بولنا"۔ اگر ہم یہ تصور کریں کہ یہاں "گویا" کے یہ معنی لیے گئے ہیں تو شعر کا مطلب یہ نکلتا ہے، کہ جب مکمل تنہائی ہوتی ہے تو محبوب کی یاد، خدا کی یاد، یا شاعر کا اپنا ہمزاد اس سے ہم کلام ہوتا ہے، اس سے کچھ کہتا ہے، خوب صورت اور دل نشین یادیں، تلخ اور ندامت آمیز باتیں، نصیحتیں، ملامتیں، کھری سچائیاں، جو آپ کی کیفیت ہو، آپ اس سے وہ مطلب نکال سکتے ہیں۔

شعر کی کچھ پرتیں کھلیں اور کچھ خوبیاں ہمارے سامنے آئیں۔ تاہم اس جیسے اور شعر بھی تو موجود ہیں، جن میں سہلِ ممتنع بھی ہے، اور شعر کی پرتیں بھی ہیں۔ تو غالب کو اس شعر میں ایسی کیا بات نظر آئی؟ ظاہر ہے کہ اب صرف قیاس آرائی ہی ممکن ہے۔ اور ہم یہ قیاس آرائی کرتے ہیں، وہ اس لیے کہ اس طرح غالب کے کلام کے کچھ محاسن دیکھنے کو مل جائیں گے۔ دراصل جب آپ دیوانِ غالب کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو نظر آئے گا کہ غالب بے حد پیچیدہ اور گہرے اشعار تو کہتے ہی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ رعایتِ لفظی سے اپنے شعر کو خوب سجاتے ہیں اور اس طرح شعر میں نئی پرتیں پیدا کرتے ہیں۔ رعایتِ لفظی اس کو کہتے ہیں کہ ایک لفظ کا دوسرے لفظ سے کوئی رشتہ، کوئی تعلق ہو۔ جیسے "پھول اور کانٹا"، ان میں تضاد کا تعلق ہے، یا "چراغ اور رات" ان میں تعلق یہ ہے کہ چراغ رات کے وقت جلایا جاتا ہے، یا "خون اور پھول" ان دونوں میں رنگ کی مماثلت سے رعایت پیدا ہوجاتی ہے، یا "مجنوں اور صحرا" کیونکہ مجنوں صاحب دیوانگی کے عالم میں صحرانوردی کرنے نکل گئے تھے۔ تو تمام اساتذہ کی طرح غالب کا کلام بھی نادر رعایات سے بھرا ہے۔

"گویا" کا لفظ غالب نے تیرہ مرتبہ استعمال کیا ہے۔ اور اس لفظ سے غالبؔ کو خاص ربط ہے۔ کیونکہ غالبؔ نے دو ایک مثالوں کے علاوہ ہمیشہ اس کی ذومعنویت کو قائم رکھا ہے۔ لیکن اس ذومعنویت کو غالبؔ صرف رعایتِ لفظی سے قائم رکھ پائے ہیں۔ یعنی شعر میں لفظ "گویا" "جیسے" کا مفہوم ادا کر رہا ہے لیکن "بولنے" کے معانی شعر میں موجود کسی اور لفظ سے تعلق رکھتے ہیں، لیکن مفہوم پر اثر انداز نہیں ہوتے، مثلاً۔

دل مرا سوزِ نہاں سے بے محابا جل گیا
آتشِ خاموش کی مانند، گویا جل گیا

یہاں "گویا" میں "جیسے" کا مفہوم ہی ادا ہو رہا ہے، بولنے کا مفہوم ادا نہیں ہو رہا۔ لیکن "آتشِ خاموش" کے ساتھ "گویا" کا دوسرا مطلب رعایتِ لفظی کے تحت نبھ رہا ہے، گو کہ معانی پر اس کا اثر نہیں ہے۔ اسی طرح یہ شعر ہے۔

لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل، کہ کیوں اٹھا؟
گویا ابھی سنی نہیں آواز صور کی

باقی صفحہ 43 پر

رپورٹ: مکرم سعادت احمد صاحب، سیکرٹری وقفِ نَو جرمنی

واقفات و واقفین نَو کا
پانچواں سالانہ اجتماع جرمنی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کو وقفِ نَو کی بابرکت تحریک میں پاکستان کے بعد دنیا بھر کی جماعتوں میں سے سب سے زیادہ بچے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہے، الحمدللہ۔ ان بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مختلف سطحوں پر دورانِ سال بہت سے پروگرام منعقد ہوتے رہتے ہیں اور سال میں ایک مرتبہ نیشنل سطح پر ایک سالانہ اجتماع بھی منعقد ہوتا ہے۔ امسال پانچواں سالانہ اجتماع مؤرخہ 14 دسمبر 2024ء بروز ہفتہ Messe Gießen میں منعقد ہوا جس میں کُل 6100 سے زائد احباب جماعت شامل ہوئے۔ اجتماع کا مرکزی موضوع سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق ''عہد کی پابندی'' تھا۔

اجتماع سے ایک ماہ قبل تیاری کے لئے کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے بروقت اپنے کام کا آغاز کر دیا۔ سیکرٹریان وقفِ نَو، وقفِ نَو پورٹل اور سوشل میڈیا کے ذریعے وقفِ نَو تک اجتماع کا پروگرام پہنچایا گیا۔ تیاری کے سلسلہ میں Koblenz, Trier, Neuwied, Gießen, Bad Homburg اور لوکل امارات اوفن باخ، فرانکفرٹ اور ریڈشٹڈ کے خدام و انصار نے بہت محنت سے وقارِ عمل کرتے ہوئے اجتماع گاہ کو تیار کیا۔

اجتماع کے روز افتتاحی تقریب کا آغاز امیر جماعت جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کی زیرِ صدارت گیارہ بجے تلاوت قرآنِ کریم سے ہوا جو مکرم محمد عمران بشارت صاحب نے کی نیز اردو و جرمن ترجمہ پیش کیا۔ بعدازاں مکرم مرتضیٰ منان صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا پاکیزہ منظوم کلام پیش کیا جس کا جرمن ترجمہ مکرم کامران احمد خاں صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے تقریر کی جس میں وقفِ نَو کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور محترم امیر صاحب کی ہدایت پر دعا کے ساتھ اس اجتماع کا آغاز ہوا۔

اس کے بعد اجتماع گاہ میں تمام شاملین کو ایک مختصر فیچر پروگرام دکھایا گیا جس میں ایک نوجوان واقفِ نَو کو عصرِ حاضر میں دَرپیش چیلنجز کے ہوتے ہوئے اپنے وقف کے عہد کو نبھانے کی اہمیت بیان کی گئی۔

امسال وقفِ نَو کو عمر کے اعتبار سے چار بڑے گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ فیچر پروگرام کے بعد معیارِ صغیر اور معیارِ کبیر کے اطفال کا پروگرام اطفال ہال میں جاری رہا۔ معیارِ صغیر کے اطفال کے لیے ایک دلچسپ اور معلوماتی اسٹیشن راؤنڈ کا اہتمام کیا گیا، جس میں کل آٹھ اسٹیشن شامل تھے: کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، کائنات، انعام گھر اور تجربات۔ ہر طفل کو ایک اسٹیمپ کارڈ دیا گیا اور ہر اسٹیشن پر ایک خاص سرگرمی مکمل کرنے پر انہیں اسٹیمپ کے ساتھ ایک چھوٹا سا انعام دیا جاتا۔ تمام آٹھ اسٹیشنز مکمل کرنے پر ایک بڑا انعام پیش کیا جاتا۔

اسی دوران معیارِ کبیر کے اطفال کے لیے ''مَیں وقفِ نَو ہوں'' کے عنوان سے ایک نشست منعقد کی گئی جس میں انہیں ان کی پہچان بطور واقفینِ نَو سے آگاہ کیا گیا۔

مرکزی ہال میں خدام کے لئے پروگرام جاری رہا۔ پہلے ''قرآنِ کریم، زندگی کا سرچشمہ'' کے عنوان پر مکرم طلحہ نعیم صاحب مربی سلسلہ نے روشنی ڈالی۔ بعدازاں مکرم منصور چیمہ صاحب مربی سلسلہ نے ''مَیں وقفِ عارضی

کے لیے اپنی خدمات کیسے پیش کرسکتا ہوں؟'' کے متعلق معلومات دیں اور وقفِ نَو کو حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کہ ''سال میں اپنی تعطیلات میں کم سے کم دو ہفتہ وقفِ عارضی کرنی چاہئے'' کی روشنی میں، وقفِ عارضی کی اہمیت اور اس کے طریقہ کار سے آگاہ کیا۔

اس پروگرام کے بعد خدام کو دو گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ پہلا گروپ زیرِتعلیم خدام پر مشتمل تھا جبکہ دوسرے گروپ میں اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد عملی زندگی میں قدم رکھنے والے خدام شامل تھے۔ پہلے گروپ کے خدام کو ہال میں قائم کیے گئے مختلف معلوماتی جماعتی سٹالز اور تعلیمی نمائش کی طرف لے جایا گیا جہاں مربیانِ سلسلہ نے مختلف امور میں ان کی راہنمائی کی۔ اس کا مقصد واقفین کو آگاہی فراہم کرنا تھا کہ وہ کیسے جماعت کی خدمت کرسکتے ہیں۔

اسی دوران دوسرے گروپ کے خدام کے لئے مرکزی ہال میں پروگرام جاری رہا۔ ایک نشست میں ''مقدّس رشتۂ نکاح'' کے موضوع پر مکرم بہزاد چودھری صاحب مربیٔ سلسلہ نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ اور مکرم عمیر ظفر صاحب ایڈیشنل مہتمم تربیت کے ساتھ گفتگو کی گئی۔

بعدازاں مکرم احیاء الدین صاحب، مکرم سعید عارف صاحب مربیان سلسلہ اور مکرم نادر سندھو صاحب کے ہمراہ ایک نشست میں ''حقیقی زندگی کے چیلنجز، جماعت کے عملی تقاضے اور وقفِ زندگی کی حقیقت'' پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

اس کے بعد وقفِ نَو کو جماعت کی خدمات میں شامل افراد کے عملی تجربات سے روشناس کرانے کے لیے خاص نشست رکھی گئی۔ اس میں مکرم وجیہہ رانا صاحب پرنسپل مسرور احمدیہ سکول لائبیریا نے اپنے تجربات بیان کئے اور مربیٔ سلسلہ ترکی مکرم صادق بٹ صاحب نے ترکی میں تبلیغی کوششوں سے آگاہ کیا۔

بعدازاں وقفِ نَو کو اپنی اپنی خدمات کے بارے میں گفتگو کا موقع دیا گیا اور جماعت کی مختلف تنظیموں اور شعبہ جات میں جاری خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔ اختتامی نشست میں، جماعت کی ضروریات اور وقفِ نَو کی ذمہ داریوں پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ سوالات جیسے ''جماعت کو کہاں میری ضرورت ہے؟ میں جماعت کی کیسے خدمت کرسکتا ہوں؟ کیا مَیں خاص ہوں؟ حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہم سے کیا چاہتے ہیں؟'' کو زیرِبحث لایا گیا۔

دوپہر ایک بجے پہلے سیشن کے اختتام پر کھانے کا وقفہ ہوا۔ نمازِ ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربیٔ سلسلہ کی صدارت میں تلقینِ عمل کا اجلاس ہوا جس میں آپ نے واقفینِ نَو کو نماز کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ بعدازاں مکرم سعادت احمد صاحب نیشنل سیکرٹری وقفِ نَو نے حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام بنام واقفینِ نَو اور واقفاتِ نَو جرمنی پڑھ کر سنایا۔ یہ پیغام طبع کرا کر تمام واقفین اور واقفاتِ نَو میں دورانِ اجتماع تقسیم کیا گیا۔

اختتامی تقریب مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی کی زیرِصدارت ہوئی جس کا آغاز تلاوت قرآنِ کریم مع اردو و جرمن ترجمہ سے ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم انصر افضل صاحب ناظم اعلیٰ اجتماع نے رپورٹ پیش کی۔ مکرم امیر صاحب جرمنی نے اختتامی تقریر میں حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی واقفینِ نَو سے توقعات کی روشنی میں ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے اختتامی دعا کروائی۔ شام ساڑھے پانچ بجے واقفینِ نَو کا اجتماع نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

بقیہ: تم مرے پاس ہوتے ہو گویا از صفحہ 41

یہاں بھی ''آوازِ صور'' کے ساتھ ''گویا'' کی رعایتِ لفظی مخفی ہے۔ لیکن ''گویا'' شعر میں بولنے کا مفہوم ادا نہیں کررہا۔ اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ لیکن ایک شعر ایسا ہے جس میں دونوں معانی نبھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

کہتے ہو ''کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں''
گویا جبیں پہ سجدۂ بت کا نشاں نہیں

اس شعر میں دونوں مفہوم ادا ہوتے ہیں۔ یعنی تم جو یہ کہہ رہے ہو کہ تمہاری سرنوشت میں کیا لکھا ہے، ایسے جیسے میرے ماتھے پر سجدوں کا نشان ہے ہی نہیں۔ صاف نظر آرہا ہے کہ میرے ماتھے پہ سجدے کا نشان ہے لیکن پھر بھی پوچھتے ہو؟ اب اس کو یوں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ یہ جو تم پوچھ رہے ہو کہ تمہاری سرنوشت میں کیا لکھا ہے تو کیا میرے ماتھے پر جو سجدے کا نشان ہے وہ بول نہیں رہا؟

غالب کے کلام کا جہاں تک ہم نے جائزہ لیا ہے، صرف اسی شعر میں غالبؔ ''گویا'' کے دونوں معانی کھپانے میں کامیاب ہوئے ہیں، لیکن یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ وہ اس لفظ کی ذومعنویت کو ہمیشہ کسی نہ کسی رنگ میں نباہنے کی کوشش بھی کرتے ہیں جس سے ان کے شعر میں بہت حسن پیدا ہوتا ہے۔ تاہم جس صفائی اور سادگی سے مومنؔ نے اپنے شعر میں اس لفظ کے دونوں معانی کو ادا کیا ہے، اس کی مثال غالب کے کلام میں نہیں ملی۔ شاید لفظِ ''گویا'' سے غالبؔ کا یہ خاص اُنس اس بات کی وجہ ہو کہ وہ اس شعر پر برجستہ فدا ہوگئے، واللہ اعلم۔

AISCHA AKADEMIE
DEUTSCHLAND

Aischa Akademie Deutschland

Institut für islamische Theologie und Sprachen

عائشہ اکیڈمی جرمنی کی پہلی تقریبِ تقسیمِ اسناد

رپورٹ سعدیہ تسنیم سحر ۔عائشہ اکیڈمی جرمنی

لجنہ اماءاللہ کی تنظیم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جسے آپ نے آئندہ نسلوں کی تعلیم وتربیت اور مذہبی ترقی کے لئے خواتین کے کردار اور ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے لگایا۔ آپ اپنے ایک خطاب میں لجنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب تک تم ترقی نہ کرو دین کامیاب نہیں ہوسکتا۔ ہماری ترقیاں، ہماری قربانیاں زیادہ سے زیادہ بیس یا پچیس سال تک رہیں گی مگر اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو تو قیامت تک اس ترقی کو قائم رکھ سکتی ہو۔ کیونکہ آئندہ نسلوں کو سکھانے والی تم ہی ہو۔ ہمارا اثر ظاہری ہے، تمہارا اثر دائمی ہے۔ اس سے تم سمجھ لو کہ تمہارے اوپر زیادہ بوجھ ہے۔ یہ تم ہی ہو کہ اسلام کو قائم رکھ سکتی ہو، شیطان کا سر کاٹ سکتی ہو اور دین کی ترقی کو ایسی صورت میں مستحکم کرسکتی ہو کہ تمام قومیں دیکھ کر حیران رہ جائیں''۔

(اوڑھنی والیوں کے پھول حصہ اول صفحہ 62)

آپ کے فرمان کا ایک ایک لفظ اس اَمر کا متقاضی ہے اور بزبان حال اظہار کر رہا ہے کہ مستقبل کو سنوارنے اور بہترین بنانے کی ذمہ داری ایک ماں کی ہی ہے۔ یورپین ممالک میں اس اَمر کے لئے لمبے عرصہ سے اس کی ضرورت کو محسوس کیا جارہا تھا کہ ایک احمدی عورت جو ماں بن کر ایک نسل کی روحانی ترقیات کی ذمہ دار بنتی ہے، اس کی دینی تعلیم میں اضافے کے لیے کس طرح کامیاب کوشش کی جائے۔

قربان جایئے اس مالک کی عطا پر کہ اس نے اس دور میں ہماری راہنمائی اور ہدایت کے لیے خلافت حقہ کا نظام جاری فرما رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کے اس فضل اور احسان کے نتیجے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2018ء میں جرمنی میں عائشہ اکیڈمی کے اجراء کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (کورونا کی وجہ سے اس کے آغاز میں کچھ تاخیر ہوئی) 2021ء میں اس کی باقاعدہ کلاسز کا آغاز ہوا۔

اب تک دنیا کے بہت سے ممالک میں عائشہ اکیڈمی قائم ہوچکی ہیں۔ جن میں انگلینڈ، کینیڈا، آسٹریلیا، سوئٹزرلینڈ اور جرمنی شامل ہیں۔ جرمنی میں تین سال پڑھنے کے بعد فارغ التحصیل ہونے والی طالبات کو مبشرہ کی ڈگری دی جاتی ہے۔ اس ادارے میں پرنسپل کے علاوہ تین مربیان سلسلہ، پانچ معلّمات اور ایک آفس سیکرٹری خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ ان کے اسماء بغرض دعا پیش خدمت ہیں:

1۔ مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ

2۔ مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ

3۔ مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب مربی سلسلہ

4۔ مکرمہ امۃ الجمیل غزالہ صاحبہ پرنسپل عائشہ اکیڈمی جرمنی

5۔ مکرمہ زینت حمید صاحبہ

6۔ خاکسار سعدیہ تسنیم سحر

7۔ مکرمہ سعدیہ حنا صاحبہ

8۔ مکرمہ نورالعین صاحبہ

9۔ مکرمہ رافعہ محی الدین صاحبہ

10۔ مکرمہ عطیۃ القدیر صاحبہ آفس سیکرٹری

11۔ محترمہ بدرالنسا جری اللہ صاحبہ (اعزازی معلمہ)

مؤرخہ 02 نومبر 2024ء کو اپنی پہلی فارغ التحصیل کلاس کے اعزاز میں پہلی تقریب تقسیم اسناد منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس تقریب میں تین طالبات کو مبشرات کی ڈگری دی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے یہ اعزاز مبارک کرے اور ان کی نیک خواہشات پوری فرماتے ہوئے جماعت کے لیے بہترین خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرماتا رہے، آمین۔

تقسیم اسناد کی اس بابرکت تقریب کا آغاز نیشنل صدر لجنہ اماءاللہ مکرمہ جرمنی حامدہ سوسن چوہدری صاحبہ کی زیرِصدارت حسبِ روایت تلاوتِ قرآنِ پاک سے ہوا جس کی سعادت عزیزہ تمثیلہ خان سال اوّل کے حصہ میں آئی۔ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم عزیزہ کومل شفیق سال اوّل نے پڑھی جس کے بعد پرنسپل صاحبہ نے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام برائے عائشہ اکیڈمی پڑھ کر شرکاء تقریب کو سنایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس پیغام کے بعد عزیزہ ساجدہ قریشی سال دوئم نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام ''بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے'' خوش الحانی سے

پیش کیا۔ بعدازاں فارغ التحصیل طالبات کے لئے سالِ سوئم کی طالبہ عزیزہ بشریٰ سلمان نے سپاسنامہ پیش کیا۔ اس کے بعد نائب پرنسپل مکرمہ زینت حمید صاحبہ نے اکیڈمی کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔ اکیڈمی کے تین سال مکمل ہونے پر فارغ التحصیل طالبات کے خیالات کی ترجمانی میں خاکسار کا لکھا ہوا ترانہ تینوں سالوں کی طالبات اور فارغ التحصیل طالبات نے مل کر بہت خوبصورت انداز میں پیش کیا۔ یہ ترانہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام پر کی گئی تضمین تھی جو ہدیہ قارئین ہیں:

خدائے پاک کی ہے مہربانی
مکمل تین برسوں کی کہانی
بہاروں نے بھی کی ہے گلفشانی
خدا کے فضل کی ہے یہ نشانی
"خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
فسبحان الذی اوفی الامانی"

دعا ہے وہ ہمیں بس معاف کر دے
ہماری جھولیاں فضلوں سے بھر دے
ہمیں دنیا کے کیڑے نہ بنائے
ہمارے دل میں اپنا پیار بھر دے
"خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی
فسبحان الذی اوفی الامانی"

مکرمہ نیشنل صدر صاحبہ نے اپنے مختصر سے خطاب میں حضورِ اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پیغام کی روشنی میں طالبات کو اس پیغام کو اپنی زندگیوں کا نصب العین بنانے اور اپنی آئندہ زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالنے کی تاکید فرمائی۔ مکرمہ پرنسپل صاحبہ نے اپنی طرف سے نہایت مختصر الفاظ میں مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا سٹاف کا تعارف کروایا اور فارغ التحصیل طالبات سے اپنے تاثرات کا اظہار کرنے کی پیشکش کی۔ ایک طالبہ نے اپنے جذبات واحساسات پیش کئے۔ سالِ اوّل کی طالبات نے اپنا تعارف پیش کیا اور اکیڈمی میں داخلہ لینے کی وجوہات بیان کیں۔

پیغام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فارغ التحصیل طالبات عائشہ اکیڈمی جرمنی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عائشہ اکیڈمی جرمنی کا پہلا بیچ اپنی تعلیمات مکمل کر کے گریجویشن کی اس تقریب میں اسناد حاصل کرنے جارہا ہے۔ یہ ایک تاریخی موقع ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور ہمیں شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے جماعت جرمنی کی لجنہ کو یہ سعادت بخشی ہے۔ آپ نے اس اکیڈمی میں داخلہ لے کر دینی علم حاصل کرنے کا جو عزم کیا تھا اس سے آپ کی ذمہ داری اب اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اس علم کو حاصل کر کے آپ نے اسے اپنی عملی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے اور اسے دوسروں میں بھی آگے پھیلانا ہے۔ یاد رکھیں کہ آپ کا مقصد صرف ڈگری حاصل کرنا نہیں ہونا چاہئے بلکہ جماعت کی خدمت کے لئے اور آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے اس علم کو مؤثر طریق پر استعمال کرنا آپ کا اصل مقصود ہونا چاہئے۔ قرآنِ کریم کی تعلیمات پر مزید غور وفکر کریں۔ اس کے گہرے معانی کو سمجھنے کی کوشش کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تحریرات کا مطالعہ جاری رکھتے ہوئے اپنے دینی علم کو مزید وسعت دیتی چلی جائیں۔ جماعت کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو مزید نکھاریں۔ چاہے وہ تدریس کے شعبہ سے تعلق رکھتی ہوں یا کسی اور شعبہ سے آپ کو ہمیشہ جماعت کی خدمت کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ آپ کی تعلیم کا مقصد صرف ذاتی ترقی نہیں بلکہ پوری جماعت کی ترقی اور اسلام کی خدمت ہے۔ آپ نے اپنے علم کو اپنے گھرانوں، اپنی آنے والی نسلوں اور پوری جماعت کے فائدے کے لئے بروئے کار لانا ہے اور اپنی عبادتوں کے معیاروں کا اونچا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔ اگر یہ مقصد آپ کے ذہنوں میں نہیں تو پھر اس ادارہ میں درس وتدریس کا سیلیبس مکمل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے ہمیشہ اس نصیحت کو اپنے سامنے رکھیں اور جیسا کہ میں نے کہا اسے اپنی عملی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ سب کو اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے اور اس میں برکت ڈالے، آمین۔

والسلام، خاکسار

مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس

(دستخط حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

مورخہ 21 اکتوبر 2024ء

آخر میں پرنسپل صاحبہ کی درخواست پر مکرمہ حامدہ سوسن چوہدری صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی نے نصابی وغیرنصابی سرگرمیوں میں پوزیشن لینے والی طالبات میں اسناد اور انعامات تقسیم کئے۔

عائشہ اکیڈمی کی پہلی مبشرات مکرمہ عافیہ طاہر صاحبہ، عزیزہ ضوفشاں سرور صاحبہ، مکرمہ رضوانہ ناصر صاحبہ کے لئے اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے، آمین۔

دعا کے ساتھ اس خوبصورت یادگار تاریخی تقریب کا اختتام ہوا۔ شمولیت اختیار کرنے والے مہمانوں کی تعداد تقریباً 85 تھی۔ مہمانوں کے لذّتِ کام ودہن کے لئے عائشہ اکیڈمی کی جانب سے ظہرانہ پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ تمام طالبات کو دین کی صحیح سمجھ بوجھ عطا فرمائے اور حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مطیع بنائے اور آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

امریکی صدر کے غیرمعمولی ایگزیکٹو آرڈرز

20 جنوری 2025ء کو دوسری بار حلف اٹھانے والے امریکہ کے صدر ٹرمپ نے خارجہ پالیسی سمیت اندرونی مسائل سے متعلق اہم تبدیلیوں کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے ایگزیکٹو آرڈرز کے مطابق پیرس معاہدے سے دستبرداری کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ماحولیاتی تبدیلیاں ایک فراڈ ہے۔اسی طرح اقوام متحدہ کے ادارہ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کو بھی خیرباد کہہ دیا ہے۔اسی طرح چینی کمپنی ٹک ٹاک کو جاری رکھنے کا اعلان بھی کیا ہے۔ ایگزیکٹو آرڈرز میں یہ بھی شامل ہے کہ اب امریکہ میں صرف 2 جینڈر ہوں گے عورت اور مرد، تیسرا کوئی نہیں۔ ان احکامات کے تحت جنوری 2016 میں کیپیٹل ہِل پر حملہ کرنے والے 1600 افراد کو بھی رہا کر دیا گیا ہے۔

غزہ سے فلسطینیوں کو بے دخل کرنا، قبول نہیں

جرمن چانسلر اولاف شولس نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی اس تجویز کو یکسر رَدّ کرتے ہوئے کہا ہے کہ غزہ کی پٹی سے فلسطینیوں کی بے دخلی کی تجویز قابل قبول نہیں ہے۔ یہ خیال کہ غزہ کے شہریوں کو مصر یا اردن بھیج دیا جائے گا، ناقابل قبول ہے۔انہوں نے دو ریاستی حل کی تجویز کی حمایت کا اعادہ بھی کیا۔

برطانیہ کی آبادی میں اضافہ کا خدشہ

برطانیہ میں تارکین وطن کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر برطانیہ کی کل آبادی کی تعداد میں اضافے کے امکانات بہت بڑھ چکے ہیں۔ اس خدشہ کا اظہار برطانیہ کے دفتر برائے شماریات کے جاری کردہ تازہ اعداد و شمار کی روشنی میں ہوا ہے جس کے مطابق 2032ء تک برطانیہ کی آبادی ساڑھے 72 ملین تک پہنچ سکتی ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق 2022ء تک برطانیہ کی کل آبادی 65.6 ملین تھی جو 2032ء تک بڑھ کر 72.5 ملین ہوسکتی ہے۔ آبادی میں یہ بڑھتا ہوا اضافہ تارکین وطن کی بڑھتی ہوئی تعداد کے باعث ہو رہا ہے۔

یوکرینی فوجیوں کی لاشوں کی واپسی

روس اور یوکرین جنگ میں مارے جانے والے 757 یوکرین فوجیوں کی لاشیں روس کی جانب سے کیف حکومت کے سپرد کی گئیں ہیں۔جنگی قیدیوں کے علاج کے لئے قائم کردہ کوآرڈینیشن ہیڈ کوارٹر کی ایک رپورٹ کے مطابق تین سال سے جاری جنگ میں پہلی بار روس نے اتنی بڑی تعداد میں یوکرینی فوجیوں کی لاشیں یوکرین حکومت کے حوالے کی ہیں۔ دونوں ممالک کی طرف سے فوجیوں کی ہلاکتوں کے صحیح اعداد و شمار ابھی تک ایک راز ہیں لیکن ان سینکڑوں یوکرینی فوجیوں کی لاشوں کی واپسی سے پتہ چلتا ہے کہ جنگ کی ایک بھاری قیمت انسانی ہلاکتوں کی شکل میں ادا کی جارہی ہے۔ 2022ء میں یوکرائنی صدر نے یہ کہا تھا کہ اب تک 43 ہزار یوکرینی فوجی ہلاک ہو چکے ہیں۔

قرآن پاک کو جلانے والا عراقی قتل

سویڈن میں قرآن مجید کو بار بار جلانے والے عراقی پناہ گزین سلوان مومیکا (Salwan Momika) کو سویڈن میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ قرآن مجید کو جلانے کا یہ واقعہ 2023ء میں رونما ہوا تھا جس کے باعث مسلم ممالک میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اس قتل کی مزید تفصیلات ابھی منظر عام پر نہیں آئیں۔

بچوں پر حملہ کرنے والے افغانی سے تفتیش جاری

22 جنوری 2025ء کو جرمن کے شہر آشافن برگ میں ایک افغانی پناہ گزین نے پارک میں بیٹھے نرسری کلاس کے بچوں پر چاقوں سے حملہ کرکے ایک مراکشی بچے اور ایک جرمن شہری کو ہلاک کر دیا تھا۔اس حملے میں تین مزید بچے بھی زخمی ہوئے تھے۔ گرفتار کئے جانے والے اس افغانی سے تفتیش جاری ہے۔ میڈیا کے مطابق 28 سالہ افغان ملزم کا نام انعام اللہ ہے جو کافی عرصے سے ذہنی امراض کا شکار تھا۔اس حملے کے بعد جرمنی میں پناہ گزینوں سے متعلق بحث پھر زور پکڑ رہی ہے۔ 23 فروری 2025ء جرمنی میں عام انتخابات کا دن ہے۔

صدر ٹرمپ کے لیکن رائلی ایکٹ پر دستخط

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے حال ہی میں ایک نئی دستاویز پر دستخط کئے ہیں جس کے تحت امریکہ میں غیرقانونی تارکین وطن کو گرفتار کرنا قانونی طور پر ممکن ہو سکے گا۔ لیکن رائلی ایکٹ کے تحت جرائم کے مرتکب تمام غیرقانونی تارکین وطن کی گرفتاری اب ممکن ہو سکے گی۔ صدر ٹرمپ آفس کے مطابق صدر ایک نئے آرڈر کے ذریعے پینٹا گون اور ہوم لینڈ سیکیورٹی ادارے کو ہدایت دینے والے ہیں کہ ایسے تمام گرفتار غیرقانونی تارکین وطن کو گوانتانا موبے کے حراستی مراکز میں رکھا جائے۔ یاد رہے یہ وہ مراکز ہیں جہاں دہشت گردی کے مرتکب افراد کو قید رکھا جاتا ہے۔

اُذْكُرُوا مَوتَاكُم بِالخَير

ایک گُل باغ جناں کا تھا گلوں کے درمیاں

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب مرحوم

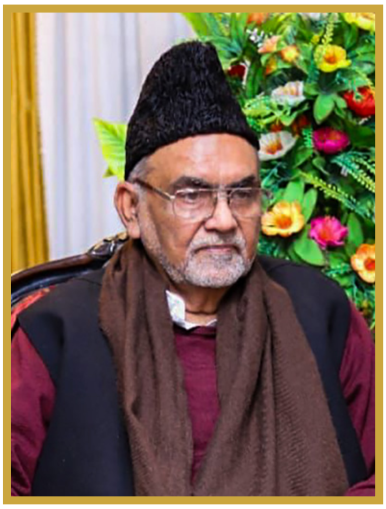

سادہ مزاج، مخلص و فدائی خادم سلسلہ

جماعت احمدیہ کے مخلص اور دیرینہ خادم اور واقفِ زندگی محترم شیخ مبارک احمد صاحب ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ مورخہ 11؍جنوری 2025ء کو ربوہ میں بعمر 78 سال وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی نماز جنازہ اگلے روز احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے سبزہ زار میں ادا کی گئی اور تدفین بہشتی مقبرہ دارالفضل ربوہ کے قطعہ بزرگان میں ہوئی۔

محترم شیخ مبارک احمد صاحب 1947ء میں بمقام لاہور پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دادا مکرم شیخ محمد الدین صاحب کے ذریعے ہوا جنہوں نے 1938ء میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی جبکہ والد صاحب نے 1940ء میں بیعت کی۔ اس طرح مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم ربوہ سے حاصل کی۔ آپ نے 1969ء میں بی اے اور 1971ء میں بی ایڈ کی ڈگری حاصل کی اور 1966ء تا 1981ء تقریباً پندرہ سال تعلیم الاسلام پرائمری و ہائی سکول ربوہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیے۔

1981ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کہ گریجویٹ خدام اپنی زندگی وقف کریں پر لبیک کہتے ہوئے زندگی وقف کر دی۔ وقف کی منظوری کے بعد 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو نائب سیکرٹری دفتر صد سالہ جوبلی مقرر فرمایا، اس خدمت پر آپ ستمبر 1989ء تک فائز رہے۔ اکتوبر 1989ء میں آپ کا تقرر بطور نائب وکیل المال اوّل تحریک جدید ہوا، 1994ء میں آپ ایڈیشنل ناظر بیت المال آمد صدر انجمن احمدیہ مقرر ہوئے پھر 2002ء تا 2017ء آپ کو بطور ناظر بیت المال آمد خدمت کی توفیق ملی۔ 2017ء سے 2022ء تک ناظر اصلاح وارشاد (رشتہ ناطہ) رہے، اس کے بعد وفات تک آپ کو بطور ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان خدمت کی سعادت ملی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آخری دم تک خدماتِ سلسلہ انجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔

عجز و نیاز، وفا کے پیکر، شیخ مبارک احمد صاحب
یوں تو تھے دیوان کے افسر، شیخ مبارک احمد صاحب
خاموشی سے خدمت کرنا شیوہ تھا کردار تھا ان کا
صبر و رضا کا ایک سمندر، شیخ مبارک احمد صاحب
(مبارک احمد ظفرؔ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کو مذکورہ بالا خدمات کے علاوہ کئی شعبوں میں خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ آپ لمبے عرصے تک کامیاب ناظم سپلائی جلسہ سالانہ رہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی عاملہ میں مہتمم صنعت و تجارت، محاسب، مہتمم مال، مہتمم تحریک جدید، مہتمم تجنید، مہتمم امور طلبہ اور مہتمم تحریک جدید بھی رہے۔ اس کے بعد آپ نے مجلس انصار اللہ پاکستان میں بطور قائد وقف جدید اور قائد تجنید بھی لمبے عرصہ تک خدمت کی توفیق پائی۔

آپ بے حد محنتی، دھیمے مزاج، خاموش طبع اور دلی جذبہ اور لگن کے ساتھ کام کرتے چلے جانے والے خادم سلسلہ تھے۔ آپ نے اپنی ذاتی محنت سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور اپنے اخلاص کی دولت سے شاندار خدمتِ دین کی توفیق پائی، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف کو انہوں نے خوب نبھایا ہے۔ مَیں نے بھی دیکھا ہے، مَیں بھی جب انجمن میں تھا تو انہوں نے میرے ساتھ بھی کام کیا ہے۔ ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی ایک مثال تھے۔ سادہ رہنا سادگی سے زندگی گزارنا اور اپنا وقت پورا دینا۔ اکثر یہ ہوتا تھا کہ دورہ کیا ہے اور دورہ کر کے واپس آئے ہیں۔ دفتر اٹینڈ کیا اور شام کو پھر دورے پہ چلے گئے اور یہی کوشش ہوتی تھی کہ مجھے خدمت کا موقع ملتا رہے۔ ان کے بچوں میں سے کبھی کسی نے آرام کا مشورہ دیا۔ بیمار بھی ہو گئے تھے تو انہوں نے کہا کہ میری ریٹائرمنٹ میری وفات پر ہی ہوگی۔

دفتر کے کارکنان بھی ان سے بہت خوش تھے۔ ... جماعتی قواعد اور ضوابط کا ان کو بہت زیادہ علم تھا اور فیصلہ لینے کی قوت بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو صلاحیتوں سے نوازا ہوا تھا۔ انجمن کے قواعد کی جب revision ہوئی ہے تو اس وقت یہ بھی کمیٹی میں تھے اور بڑی صائب رائے دیا کرتے تھے"۔ (روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 2 فروری 2025ء)

اللہ تعالیٰ مرحوم کے ساتھ رحمت و مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرمہ امۃ الحئی شبانہ بھٹی صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ امۃ الحئی شبانہ بھٹی صاحبہ مؤرخہ 14 جنوری 2025ء کو بعمر 70 سال وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے پڑدادا اور پڑدادی حضرت مولا بخش صاحبؓ اور حضرت زینب صاحبہؓ کے ذریعہ ہوا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے آغاز میں بیعت کی۔ مرحومہ 1988ء میں جرمنی آئیں جہاں آپ کو تنظیمی سطح پر لجنہ اماء اللہ میں بھی خدمات بجالانے کا موقع ملا۔

آپ موصیہ تھیں اور صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے بیت السبوح فرانکفرٹ میں پڑھائی۔ بعدازاں 21 جنوری کو مکرم آفتاب اسلم صاحب مربی سلسلہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین Forbach کے قبرستان میں ہوئی۔ (طارق لطیف ارشد بھٹی، Gaggenau)

مکرمہ مبشرہ لطیف صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ مبشرہ لطیف صاحبہ مؤرخہ 29 جنوری 2025ء کو بعمر 75 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، اناللہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ جرمنی آنے سے پہلے کراچی میں صدر لجنہ حلقہ نور کے طور پر خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ جرمنی آنے کے بعد بھی اپنی مجلس میں سیکرٹری تربیت اور سیکرٹری صحتِ جسمانی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ بہت ہمدرد اور صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر بھی بہت اخلاص سے ڈیوٹی پر موجود ہوتیں۔ آپ بہت خوش اخلاق اور ہر کسی کی مدد کرنے کے لئے تیار رہتیں۔

آپ کی نماز جنازہ 31 جنوری کو بیت السبوح میں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے پڑھائی۔ مرحومہ مکرم افتخار احمد بھٹی صاحب (Bremen) کی ہمشیرہ اور محترم میجر محمود احمد صاحب، افسر حفاظت، کی نسبتی بہن تھیں۔ (ڈاکٹر لطیف احمد مرزا۔ Gaggenau)

مکرم چودھری رشید احمد وڑائچ صاحب

خاکسار کے ماموں اور سسر مکرم چودھری رشید احمد وڑائچ صاحب ابن مکرم چودھری غلام نبی صاحب 11 جنوری 2025ء کو بعمر 93 سال وفات پا گئے،

اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے ماموں مولوی سردار خاں صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے خلافت ثانیہ میں احمدیت قبول کی۔ آپ کا گھرانہ چونکہ گاؤں میں اکیلا احمدی گھرانہ تھا اس لئے لمبا عرصہ مخالفت اور بائیکاٹ کا بھی سامنا رہا لیکن آپ ثابت قدم رہے۔ پاکستان میں قیام کے دوران اپنی جماعت میں صدر جماعت اور زعیم مجلس انصار اللہ خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ 1990ء میں جرمنی آ گئے۔ خلافت احمدیہ کے ساتھ بہت وفا کا تعلق تھا اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ اس کی تلقین کرتے۔ آپ موصی تھے۔ نمازوں کے پابند اور باقاعدگی سے تلاوت قرآن کرنے والے تھے۔ اپنے گھر سے اکثر اوقات پیدل نوئس جماعت کے نماز سنٹر تک آتے اور اسے آباد رکھتے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا، جرمن زبان نہ آنے کے باوجود جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کے لئے تبلیغی پمفلٹ تقسیم کرتے۔

پسماندگان میں آپ نے اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 13 جنوری 2025ء کو مکرم شکیل احمد عمر صاحب مربی سلسلہ بیت الرشید ہمبرگ نے پڑھائی۔ بعدازاں تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا جہاں 16 جنوری کو مسجد مبارک میں نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد بہشتی مقبرہ نصیر آباد میں تدفین ہوئی۔ (طارق محمود وڑائچ۔ Neuss ریجنل امیر نورڈ رائن)

مکرم بشیر احمد خان صاحب

مکرم بشیر احمد خان صاحب (المعروف پریمی صاحب) ابن مکرم خدا بخش صاحب مؤرخہ 24 جنوری 2025ء کو بعمر 87 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے اپنے بڑے بھائیوں محترم واحد بخش صاحب اور محترم محمد عقیل صاحب، جو آپ کے خاندان میں سب سے پہلے احمدی ہوئے تھے، سے متاثر ہو کر 1953ء میں احمدیت قبول کی۔ آپ کو مطالعہ کتب کا بے حد شوق تھا۔ کئی بار ذکر کرتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری تصانیف کم از کم تین بار پڑھ چکے ہیں۔ خلفائے احمدیت سے والہانہ محبت رکھتے تھے۔ پاکستان میں محکمہ انہار کی ملازمت کے دوران بغیر تنخواہ کے لمبی چھٹی لے کر اعزازی وقف کرنے کے بعد کچھ عرصہ نگر پارکر میں اپنے بڑے بھائی محترم محمد عقیل صاحب معلم وقفِ جدید کے ساتھ خدمت کی توفیق بھی پائی۔ بڑا ہی پیار کرنے والا وجود تھا، نگر پارکر کے ہندوؤں کے ساتھ آپ گھل مل جاتے تھے اسی لیے وہ آپ کو "پریمی" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ 1991ء میں جرمنی آ گئے جہاں بطور صدر جماعت Eabingen اور Stolberg خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ آخری چند سال آپ اپنی بیٹی کے پاس Pforzheim میں رہے اور یہیں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ انتہائی مخلص، ہمدرد اور فدائی وجود تھے۔

آپ مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ جرمنی کے بڑے بھائی تھے۔ آپ نے پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں، ایک بیٹی اللہ کے فضل سے حافظہ قرآنِ کریم بھی ہے۔ آپ کی نماز جنازہ 26 جنوری کو بیت السبوح میں محترم امیر صاحب جماعت جرمنی نے پڑھائی۔ بعدازاں 28 جنوری کو قبرستان Pforzheim میں تدفین عمل میں آئی۔

(سیّد افتخار احمد، جماعت لانگن)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

جماعت احمدیہ ہائیڈل برگ کی گولڈن جوبلی

تقریب سے محترم امیر صاحب جرمنی مخاطب ہیں جبکہ مکرم مبارک چودھری صاحب صدر جماعت ہائیڈل برگ، مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب اور مکرم وسیم احمد جنجوعہ صاحب جنرل سیکرٹری جماعت ہائیڈل برگ بیٹھے ہیں۔

دائیں سے بائیں: مکرم محمد الیاس منیر صاحب، مکرم محمد انیس صاحب، مکرم امیر صاحب جرمنی، مکرم صدر صاحب ہائیڈل برگ، مکرم حسنات احمد صاحب، مکرم مبشر احمد طاہر صاحب، مکرم حیدر علی ظفر صاحب تقریب کے دوران دکھائی جانے والی ڈاکیومنٹری دیکھ رہے ہیں۔

مرکزی مہمانوں کے ساتھ احباب جماعت ہائیڈل برگ کی یادگار اجتماعی تصویر

مسجد بیت الحمد وٹلش کی سلور جوبلی

تقریب کے اختتام پر پیش کی جانے والی ضیافت کا منظر

تقریب کے سٹیج پر مکرم جاوید اقبال صاحب مربی سلسلہ، مکرم طاہر ظفر صاحب صدر جماعت، امیر صاحب جرمنی اور
Herr Joachim Rodenkirch Bürgermeister Wittlich Stadt,Frau Lena Werner MdB(SPD),
Herr Patrick Schnieder MdB(CDU)Herr Mathias Linden Ortsvorsteher(Wengerohr)

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 26 | ISSUE 02 | FEBRUARY 2025

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de